میت کا سفرِ آخرت

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

تلخیص و ترتیب

ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

نورِ اسلام اکیڈمی

لاہور ــــ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

3/J-504
573

www.KitaboSunnat.com

میّت کا سفرِ آخرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدّث العصر امام الحدیث العلاّمہ محمّد ناصر الدّین الالبانی رحمۃ اللہ علیہ

کی معروف تالیف

"مختصر احکام الجنائز"

سے ماخوذ احکام و مسائل

میّت کا سفرِ آخرت

تلخیص و ترتیب

ابو عبد الرحمٰن شبیر بن نور

نورِ اسلام اکیڈمی

پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون : 588 4789

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق طباعت واشاعت بحق

نور اسلام اکیڈمی لاھور

محفوظ ہیں

نام کتاب : میّت کا سفر آخرت

مؤلف : علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم : ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور

ناشر : ناظم نشر واشاعت نور اسلام اکیڈمی

پوسٹ بکس 5166 لاہور' فون:5884789

مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس' 43 نسبت روڈ' لاہور

اشاعت : اوّل ——— اپریل 1995ء

نہم ——— مارچ 2004ء

ڈسٹری بیوٹرز

کتاب سرائے

پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، مشیران کتب خانہ جات

فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اُردو بازار، لاہور فون: 7320318 فیکس: 7239884

ای میل: hikmat100@hotmail.com

نعمانی کتب خانہ

فضلی بک سپر مارکیٹ

اُردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔

فون: 2212991-2629724

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

- خیالِ مرتّب 7
- فرائض مریض 10
- قریب الوفات کو تلقین کرنا 14
- وفات کے بعد حاضرین کی ذمہ داریاں 16
- حاضرین اور دوسروں کے لئے جائز کام 18
- قریبی رشتہ داروں کے فرائض 19
- اعزہ واقارب کے لئے ممنوعات 22
- اعلانِ میّت کا جائز طریقہ 24
- حسن خاتمہ کی علامات 25
- میّت کے بارے میں اظہارِ خیال کرنا 30
- گرہن کے وقت موت آنا 32
- میّت کا غسل 32
- کفن میّت 38

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✪ جنازہ اٹھانا......اور......اس کے ساتھ جانا	43
✪ نمازِ جنازہ	49
✪ نمازِ جنازہ کا طریقہ	59
✪ دفن اور اس کے متعلقات	65
✪ تعزیت	75
✪ جن کاموں سے میّت کو فائدہ پہنچتا ہے	79
✪ قبرستان کی زیارت	84
✪ قبرستان میں جو کام حرام ہیں	90

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خیالِ مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْخَلْقِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ، وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ —— اَمَّا بَعْدُ:

سچا اور مخلص مسلمان وہی ہے جس کی زندگی کا ہر لمحہ خالق و مالک کی بندگی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت میں گزر جائے۔ لہٰذا جو رسم و رواج یا عادات و اطوار محمد رسول اللہ ﷺ کی سنّت اور فرمان سے ٹکراتے ہوں انہیں چھوڑنا بلکہ ان کے خلاف جہاد کرنا ایمانِ حقیقی کا تقاضا ہے۔

جس طرح اسلام نے زندگی کے ہر شعبے کے لیے کامل و مکمل ہدایات دے کر انسان کی راہنمائی کی ہے، اسی طرح دنیوی زندگی سے منتقلی اور اخروی زندگی کی پہلی منزل (یعنی موت سے قبر تک) سے متعلق احکام و مسائل اور آداب سے بھی ہمیں آگاہ کیا ہے اور انہی ہدایات پر عمل کرنے میں ہماری اخروی نجات اور پسماندگان کا دنیوی سکون مضمر ہے۔

ہر زمانے میں اہلِ علم نے وعظ و ارشاد اور قلم و قرطاس کے ذریعے تبلیغ دین اور خدمت علم کا فریضہ انجام دیا ہے اور انہوں نے ملت اسلامیہ کی راہنمائی کی ہے۔ اس صدی میں متعدد اہل علم و قلم نے اپنی ہمت و توفیق کے مطابق مختلف علاقوں اور مختلف زبانوں میں گراں قدر دینی خدمات انجام دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ ایسے ہی اہلِ علم و قلم میں محدث العصر، امام الحدیث جناب محمد ناصرالدین الالبانی حفظہ اللہ کا نام نمایاں مقام پر نظر آتا ہے۔ آپ نے پچھلے پچاس سال میں فن حدیث کی اس قدر خدمت کی ہے کہ اس کی مثال اس پوری صدی میں نہیں مل سکتی۔ آپ نے مفصل اور کئی کئی جلدوں پر مشتمل کتابوں پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ مختصر کتابوں کے ذریعے بھی تحقیق حدیث اور خدمت حدیث کا حق ادا کیا ہے۔ اس ضمن میں کئی مختصر مگر جامع و مفید کتابوں کے نام لیے جاسکتے ہیں۔

ایک اہم اور ضروری وضاحت

زیر نظر کتاب "میت کا سفر آخرت" قطعاً میری ذاتی کاوش نہیں ہے، بلکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ علّامہ ناصرالدین الالبانی حفظہ اللہ نے پہلے "احکام الجنائز وبدعھا" کے نام سے عربی میں ایک کتاب تالیف کی۔ یہ کتاب جہاں احکام و مسائل کا خوبصورت مجموعہ ہے اس کے ساتھ ساتھ تحقیق و تخریج احادیث کا بھی خزانہ ہے۔ ہر حدیث کی مفصل تحقیق و تخریج کی وجہ سے کتاب خاصی ضخیم ہوگئی جو اہلِ علم کے لیے تو آنکھوں کی ٹھنڈک سے کم نہیں ہے، لیکن عام عربی دان آدمی کی ضرورت نہیں۔ اس بات کا احساس کرتے ہوئے علامہ موصوف نے خود ہی اس کتاب کی تلخیص کردی جس کا نام "مختصر احکام الجنائز" رکھا۔

اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق سے کئی سال پیشتر میں نے اس "مختصر احکام الجنائز" کا اُردو ترجمہ کردیا۔ اضافی طور پر اختصار کے ساتھ آیات واحادیث کے حوالے حاشیہ میں نقل کردیے تاکہ شائقین تحقیق حدیث کی اصل کتابوں کی طرف رجوع کرسکیں۔ میرا یہ ترجمہ قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی نے ۲۴۰ صفحات میں شائع کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ ہمارے ہاں عربی زبان کی سمجھ بوجھ رکھنے والوں کی تعداد شاید ایک فیصد بھی نہ ہو چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ اس مختصر کا مزید خلاصہ کر دیا جائے' سو میں نے پہلے احادیث کا متن یعنی عربی عبارت حذف کر دی' پھر تفصیلی حوالے حذف کر دیئے۔ اگر ایک مسئلے میں ایک سے زیادہ حدیثیں بیان ہوئی تھیں تو ایک کو چھوڑ کر باقی احادیث کو بھی حذف کر دیا تاکہ مسئلہ اور اس کی دلیل تو قاری کے سامنے آجائے لیکن کتاب مختصر رہے' تاکہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اسے بآسانی خرید سکے اور فائدہ اٹھا سکے۔

البتہ جو حضرات نصِّ حدیث دیکھنے کی ضرورت محسوس کریں یا انہیں تفصیلی حوالہ درکار ہو وہ میرے اصل ترجمے کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ یہ خلاصہ کس قدر مفید ہے' اس کا فیصلہ قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے' میرے اہلِ خانہ' میرے والدین اور اساتذۂ کرام کے علاوہ تمام مسلمانوں کو کتاب و سنّت کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے' اسی پر ہماری زندگی کا اختتام ہو اور اپنے خصوصی فضل سے ہماری بخشش فرمادے۔ وما توفیقی اِلاّ باللّٰہ!

ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور

الدوادمی' سعودی عرب

۲۲/ ۱۲/ ۱۴۱۳ھ

پس نوشت بموقع طبع ہشتم : علامہ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی تالیف "مختصر احکام الجنائز" کا ترجمہ اب نورِ اسلام اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام خوبصورت گیٹ اپ اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرائضِ مریض

① مسلمان مریض کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے' تقدیر پر صبر کرے' اور اپنے پروردگار کے بارے میں حسنِ ظن رکھے۔ ایسا کرنا اُس کے حق میں بہت ہی مفید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"مؤمن کا معاملہ خوب ہے' اس کا ہر حال ہی بہتر ہے' اور یہ بات مؤمن کے سوا کسی کو نصیب نہیں۔ اگر خوشی نصیب ہو تو شکرگزار ہوتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے' اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے"۔ (صحیح مسلم)

مزید ارشادِ گرامی ہے کہ:

"تم میں سے جو کوئی اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہو اُسے اپنے رب کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا چاہیئے"۔ (صحیح مسلم)

② مرض الموت میں مبتلا مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ خوف و امید کی درمیانی کیفیت میں رہے' کیونکہ ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے۔ اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرتا رہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ربّ کی رحمت کا اُمیدوار بھی رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے اور وہ موت و حیات کی کش مکش میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "کیسے ہو؟" اس نے عرض کیا: "بخدا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھ رہا ہوں اور اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈر بھی رہا ہوں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"ایسے موقع پر جب کسی بندے کے دل میں یہ دونوں چیزیں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُسے اس کی اُمید کے عین مطابق اپنی رحمت سے نواز دیتا ہے' اور جس بات کا اسے اندیشہ ہو اس سے محفوظ کر دیتا ہے۔"

(سنن الترمذی)

(۳) مریض کو ہرگز موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیئے خواہ مرض کتنا ہی سخت ہو جائے۔ ایسے موقع پر اگر ضرور ہی دعا کرنا چاہے تو یہ دعا کرے :

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ ' وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ

"اے پروردگار! جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۴) اگر مرنے والے کے ذمے لوگوں کے حقوق ہوں تو بقدرِ امکان ادا کر دے ورنہ وصیت کر جائے' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۵) جو آدمی کسی قسم کی وصیت کرنا چاہے وہ اپنی وصیت تحریری شکل میں اپنے پاس محفوظ کر لے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ وہ دو راتیں بھی اس حال میں گزارے جب کہ وہ کسی چیز کی وصیت بھی کرنا چاہتا ہو' مگر اس کی وصیت تحریری شکل میں اس کے پاس موجود نہ ہو"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) وصیت کرنے والے کو اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کا حق ہے' اس سے زیادہ جائز نہیں' البتہ اس سے کم افضل ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

"میں حالت مرض میں زیادہ سے زیادہ مال صدقہ کرنے کا خواہش مند تھا اور آپ ﷺ مجھے کم سے کم کی ترغیب دلا رہے تھے..... بالآخر میں نے تہائی مال صدقہ کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا : "ہاں تہائی کی اجازت ہے' اور تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : "چنانچہ ایک تہائی جائز قرار پایا۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

"مجھے یہ پسند ہے کہ لوگ تہائی کے بجائے چوتھائی کی وصیت کیا کریں' کیونکہ آپ ﷺ نے تہائی کو زیادہ قرار دیا ہے۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۷) اس وصیت پر دو قابلِ اطمینان اور نیک مسلمانوں کی گواہی ہونی چاہیئے۔ اگر دو مسلمان نہ ملیں تو دو غیر مسلم ہی سہی' اس شرط کے ساتھ کہ ان کی گواہی شک کے موقع پر متعلقہ افراد کے لیے قابلِ اعتماد ہو۔ اللہ تعالٰی نے اس مسئلہ کو سورۃ المائدۃ آیت ۱۰۶ تا ۱۰۸ میں بڑی تفصیل سے بیان فرمادیا ہے۔

(۸) والدین اور ایسے قریبی رشتہ داروں (جو میراث کے شرعاً حق دار ہیں) کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ آیتِ میراث میں اللہ تعالٰی نے انھیں ان کا پورا پورا حق دے دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات حجۃ الوداع کے موقع پر بڑی وضاحت سے بیان فرمادی تھی۔ ارشاد ہوا :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے' لہٰذا کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں"۔ (سنن ابی داؤد و سنن الترمذی)

(۹) وصیت کرتے وقت کسی پر زیادتی کرنا حرام ہے' اس طرح کہ وصیت کرنے والا کسی وارث کو اس کے جائز حق سے محروم کر دے یا کسی کو اس کے استحقاق سے زیادہ دے دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورت النساء میں دو جگہ موجود ہے' جس کا مفہوم یہ ہے :

"مَردوں کے لیے اُس مال میں حصّہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو' اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو' خواہ تھوڑا ہو یا بہت۔ اور یہ حصّہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے"۔ (النساء : ۷)

پھر فرمایا :

"جبکہ وصیت جو کی گئی ہو پوری کر دی جائے اور قرض جو میّت نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے' بشرطیکہ وہ ضرر رساں[1] نہ ہو۔ یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے' اور اللہ دانا و بینا اور نرم خو ہے"۔ (النساء : ۱۲)

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

"نہ نقصان دینا ہے اور نہ نقصان برداشت کرنا ہے۔ جس نے کسی کا نقصان کیا اللہ تعالیٰ اس کا نقصان کرے گا' جس نے کسی کو پریشان کیا اللہ تعالیٰ اُسے پریشان کرے گا"۔ (مستدرک حاکم)

(۱۰) ظالمانہ وصیت باطل اور ناقابل قبول ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

---

(۱) وصیت اور قرض میں "ضرر" کے کون کون سے پہلو ہو سکتے ہیں؟ متعلقہ آیات کے ضمن میں تفہیم القرآن جلد اوّل کے حواشی دیکھ لیں۔ (مرتب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس نے ہمارے اِس دینی معاملے میں نئی چیز پیدا کی جو درحقیقت اس میں سے نہ ہو وہ ناقابل قبول ہے"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۱۱) ہر مرنے والے کو اس بات کی بھی وصیت کرنا چاہیئے کہ اس کی تجہیز و تکفین سُنّتِ مطہرہ کے مطابق ہو۔

قریب الوفات کو تلقین کرنا

(۱۲) مرنے والے کے پاس موجود ہر آدمی کو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

ا ۔ مرنے والے کو کلمۂ توحید کی تلقین کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اپنے مرنے والوں کو "لا الہ اِلاّ اللہ" کی تلقین کیا کرو"۔ (صحیح مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرمان یہ ہے:

"جس نے مرتے وقت "لا الہ اِلاّ اللہ" کہا وہ جنّت میں جائے گا، خواہ اس سے پہلے کتنی ہی سزا ملے"۔ (صحیح ابنِ حبان)

(ب ۔ ج) مرنے والے کے حق میں دعا کرے اور اس کے پاس صرف اچھی بات کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب تم کسی مریض یا مرنے والے کے پاس موجود ہو تو صرف اچھی بات کہو، کیونکہ فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں"۔ (صحیح مسلم)

(۱۳) تلقین سے مراد کلمۂ توحید پڑھ کر صرف اسے سنانا ہی نہیں ہے بلکہ اس سے کہا جائے کہ وہ بھی اپنی زبان سے کلمۂ توحید ادا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لائے تو فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ماموں جان! لا الٰہ اِلاّ اللہ کہئے!" اس نے دریافت کیا: ماموں یا چچا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بلکہ ماموں"۔ اس نے دریافت کیا: کیا لا الٰہ اِلاّ اللہ کہنا میرے حق میں بہتر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں!"

(مسند احمد)

⑭ مرنے والے کے پاس سورت یٰسین کی تلاوت کرنا یا اس کا رخ قبلہ رو کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

⑮ کسی کافر کی وفات کے وقت مسلمان کے لیے اس کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں تاکہ اسے دعوتِ اسلام دے' شاید وہ مسلمان ہو جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک یہودی بچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا' آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے' اس کے سر کے قریب بیٹھ کر فرمایا: "اسلام قبول کرلو"۔ اس نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے والد کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ بچے کے والد نے کہا: ابو القاسم ﷺ کی بات مان لو۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے وہاں سے نکلے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ))

"اللہ کا شکر ہے جس نے بچے کو آگ سے بچالیا"۔ (صحیح بخاری)

جب وہ بچہ مر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کرو"۔ (مسند امام احمد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات کے بعد حاضرین کی ذمہ داریاں

(۱۶) جب کسی انسان کی روح پرواز کر جائے تو حاضرین پر کئی ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں :

(ا ۔ ب) مَرنے والے کی آنکھیں بند کریں اور اس کے لیے دعا کریں۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' اس وقت ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بند کر کے فرمایا : "جب روح پرواز کرتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے"۔

یہ سنتے ہی اہلِ خانہ گریہ زاری کرنے لگے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اپنے لیے اچھّی دعا کیا کرو' فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں"۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی :

"اے پروردگار! ابو سلمہ کی مغفرت فرما' آخرت میں اس کے درجات بلند فرمانا' پسماندگان کا والی بن جا۔ اے رب العالمین! ہماری اور اس کی بخشش فرما' اس کی قبر کو کشادہ کر کے نور سے بھر دے"۔ (صحیح مسلم)

(ج) مَرنے والے کے سارے جسم کو کپڑے سے ڈھانپ دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں :

"جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اطہر پرواز کر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(د) مذکورہ بالا حکم غیر مُحرِم کے لیے ہے' البتہ مُحرِم [۲] کا سر اور چہرہ نہیں چھپایا

---

(۲) مُحرِم اس مسلمان کو کہتے ہیں جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی میدانِ عرفات میں تھا، اچانک اپنی سواری سے گر گیا، اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دو (یعنی اسی کے دونوں کپڑوں میں)، خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر اور چہرہ چھپاؤ۔ یہ روزِ قیامت تلبیہ [۳] کہتا ہوا اُٹھے گا"۔ (صحیح مسلم)

(ھ) جب موت واقع ہو جائے تو تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا چاہیئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جنازوں میں جلدی کیا کرو...." (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(و) جس علاقے میں مرا ہو اسے وہیں دفن کرنا چاہیئے، کسی دوسری جگہ نہ لے جایا جائے، کیونکہ "نقل مکانی" جلدی کرنے والے حکم کے خلاف ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی جب وادیٔ حبشہ میں فوت ہو گیا اور وہاں سے اسے لایا گیا تو بڑے افسوس سے فرمایا : "مجھے صرف اس بات کا غم ہے کہ اسے وفات کی جگہ پر دفن کیوں نہ کیا گیا"۔ (سنن بیہقی)

امام نووی رحمہ اللہ نے "الاذکار" میں لکھا ہے کہ : اگر مرنے والا جسدِ خاکی منتقل کرنے کی وصیت کرے تب بھی اس پر عمل نہ کیا جائے کیونکہ صحیح اور مختار مذہب کے مطابق نقلِ میت حرام ہے۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے اور محققین کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(ز) میّت کا قرض اس کے مال سے فوراً ادا کر دیا جائے، خواہ سارا ہی مال ختم

---

(۳) لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ...... الخ کو تلبیہ کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے۔ اور اگر مرنے والے نے مال نہ چھوڑا ہو تو حکومت اس کا قرض ادا کرے بشرطیکہ اس نے قرض ادا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہو' اور اگر حکومت ادا نہ کرے تو جو مسلمان بھی احساناً اس کا قرض ادا کردے گا' صحیح ہو گا۔

حاضرین اور دوسروں کے لیے جائز کام

(۱۷) میت کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیا۔ اور تین روز تک رونے کی بھی اجازت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اپنی "السُنح" والی رہائش گاہ سے گھوڑے پر تشریف لائے' اتر کر مسجد میں آئے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے) آپؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے تک کسی سے بات نہیں کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھاری دار چادر سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا' جھک کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور رو دیئے"۔

(صحیح بخاری و سنن النسائی)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا :

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابُو سیف رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ابو سیفؓ ابراہیم رضی اللہ عنہ [۴] کے رضاعی والد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو گود میں

---

(۴) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند تھے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابو سیف رضی اللہ عنہ کے گھر میں آپ پرورش پا رہے تھے۔ تقریباً ۱۸ ماہ کی عمر میں وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر بوسہ دیا اور پیار کیا۔ بعد میں ہم دوبارہ آئے تو حضرت ابراہیم آخری سانس لے رہے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا : یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی روتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اے ابنِ عوف یہ تو شفقت ہے"۔ بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا :

"آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں' دل غمگین ہوتا ہے' لیکن ہم صرف وہ بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی رہے۔ اے ابراہیم! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ : نبی کریم ﷺ آلِ جعفر کو تین روز بعد آنے کا کہہ کر چلے گئے۔ تین دن گزر جانے کے بعد آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا :

"آج کے بعد میرے بھائی جعفر کو کوئی نہ روئے۔"

(سنن ابی داوٗد و سنن النسائی)

(تفصیلی حدیث تعزیت کے باب میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔)

قریبی رشتہ داروں کے فرائض

(۱۸) میّت کے قریبی رشتہ داروں کو جب وفات کی خبر ملے تو دو باتوں پر ضرور عمل کریں۔

اوّلاً : تقدیر پر صبر کرنا اور راضی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۝ (البقرۃ: ۱۵۵۔ ۱۵۷)

"اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر' فاقہ کشی' جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے" انہیں خوشخبری دے دو۔ اُن پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی' اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی' اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اللہ سے ڈرو اور صبر کرو"۔ اس نے کہا : تم دور رہو' تمہیں میری مصیبت کا کیا پتہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں در حقیقت اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہی نہ تھا۔ پھر اُسے بتایا گیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ بہت گھبرائی' چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور وہاں کوئی چوکیدار نہ پایا۔ حاضر ہو کر عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کو اس وقت پہچانا نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"بلاشبہ صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہی ہوتا ہے۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اولاد کی وفات پر صبر کرنا بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جن والدین کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں' اللہ تعالیٰ انہیں والدین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہمراہ اپنے فضل سے جنّت میں داخل کرے گا' وہ بچّے دروازے پر کھڑے ہوں گے' جب انہیں کہا جائے گا کہ جنّت میں چلے جاؤ تو وہ کہیں گے : "والدین کے آنے پر جائیں گے"۔ انہیں دوسری بار کہا جائے گا کہ اللہ کے فضل سے تم اپنے والدین سمیت جنّت میں داخل ہو جاؤ"۔ (سنن النسائی)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے :

"جس عورت کے تین بچّے فوت ہو گئے ہوں وہ آگ سے تحفظ کا سامان بن جائیں گے"۔ ایک عورت نے دریافت کیا : دو بچّوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "ہاں دو بھی"۔ (صحیح بخاری)

ثانیاً : وفات کی خبر سننے والا آدمی ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ﴾ کہے اور حسب ذیل دعا پڑھے' آپ ﷺ نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو اسی کی تلقین فرمائی تھی :

اَللّٰھُمَّ اَجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا

"اے اللہ! میری تکلیف پر مجھے اجر دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر"۔ (صحیح مسلم)

(۱۹) عورت کے لیے بطورِ افسوس ہر قسم کی زینت سے اجتناب صبر کے منافی نہیں ہے۔ اپنے بچّے یا عزیز کے لیے تین روز تک سوگ منا سکتی ہے' البتہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ منائے گی۔

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَیں اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی' انہوں نے بتایا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے :

"جو عورت اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو وہ کسی مرنے والے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین روز سے زیادہ سوگ نہ منائے' البتہ اپنے شوہر کا چار ماہ دس دن تک سوگ منائے"۔ (صحیح مسلم)

(۲۰) لیکن اگر خاوند کی رضامندی اور خواہش کے پیش نظر (خاوند کے علاوہ) کسی دوسرے کا سوگ نہ منائے تو یہ بہت بہتر ہے۔ نتیجتاً اس کے لیے بہت بھلائی کی توقع کی جاسکتی ہے' جیسا کہ اُمِّ سلیم اور ابو طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہما کے ساتھ معاملہ پیش آیا۔ یہ واقعہ بہت طویل ہے' اگر اختصار پیش نظر نہ ہوتا تو ضرور ذکر کرتا۔ تفصیلات اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ (۵)

اعزّہ واقارب کے لیے ممنوعات

(۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے اعزہ واقارب کے لیے کئی کام حرام قرار دیئے ہیں۔

(ا) نوحہ کرنا :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"لوگوں میں ناشکرے پن کی دو عادتیں پائی جاتی ہیں : نسب کا طعنہ دینا اور میت پر نوحہ کرنا"۔ (صحیح مسلم)

(ب۔ج) مُنہ پیٹنا' گریبان چاک کرنا :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"جس نے مُنہ پیٹا' گریبان چاک کیا یا جاہلانہ تعصب کی باتیں کیں' اُس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں"۔ (صحیح مسلم)

---

(۵) ملاحظہ ہو احکام الجنائز وبدعھا' تالیف الشیخ الالبانی رحمہ اللہ ص ۲۴۔۲۶' طبع المکتب الاسلامی' بیروت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(د) بال منڈوانا (بطورِ اظہارِ غم)

حضرت ابو بردہ بن حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ :

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو سخت بیماری کے بعد غشی آ گئی' اُس وقت ان کا سر اپنی بیوی کی گود میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ایک رشتہ دار عورت چلا کر رونے لگی۔ حضرت ابو موسیٰ اسے روک نہ سکے۔ جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا : میں ہر اُس کام سے بے تعلق ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے زار رہے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے چیخنے والی' بال نوچنے والی' (شدتِ غم اور بے صبری کی وجہ سے) سر منڈوانے اور کپڑے پھاڑنے والی سے بے زار تھے۔“

(صحیح بخاری)

(ھ) بالوں کو پراگندہ کرنا :

ایک عورت کی روایت ہے' جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کاموں کا ہم سے عہد لیا ان میں یہ شامل تھا کہ : ”ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی' چہرہ نہیں نوچیں گی' واویلا نہیں کریں گی' گریبان چاک نہیں کریں گی' اور بالوں کو پراگندہ نہیں کریں گی“۔ (سنن ابی داؤد)

(و) داڑھی وغیرہ نہ مونڈنا :

چند دن تک میت پر اظہارِ افسوس کی خاطر داڑھی نہ مونڈنا' اور وہ دن گزر جانے پر دوبارہ داڑھی مونڈ لینا' یہ عمل بھی بظاہر بال پراگندہ کرنے کے مترادف ہے اور پھر یہ بدعت بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :

((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَكُلُّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ)) (سنن النسائی)

”ہر بدعت گمراہی ہے — اور — ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ز) تشہیر کی غرض سے اعلان کرنا :

بغرضِ تشہیر کسی کی وفات کا اعلان اہم مقامات پر کرنا "نعی" (جاہلانہ رواج کے مطابق اعلانِ وفات) میں شامل ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ جب کوئی مرجاتا تو کہتے تھے : "کسی کو اطلاع نہ کرنا' مجھے خدشہ ہے کہ یہ "نعی" میں شامل نہ ہو جائے' کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "نعی" سے منع فرماتے تھے"۔ (سنن الترمذی)

اعلانِ وفات کا جائز طریقہ

(۲۲) وفات کی اطلاع کرنا جائز ہے' بشرطیکہ وہ جاہلانہ رسم [٦] کے مطابق نہ ہو' اور اگر غسل' تکفین اور نمازِ جنازہ کے لیے کوئی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں اطلاع دینا واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ : "جس روز نجاشی فوت ہوا اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے مرنے کی اطلاع عام مسلمانوں کو کی...." الحدیث (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۲۳) بہتر یہ ہے کہ اطلاع کرنے والا لوگوں سے درخواست کرے کہ وہ مرنے والے کے حق میں دعا کریں' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی وفات کی اطلاع کے بعد فرمایا :

((اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ))

---

(٦) دورِ جاہلیت کا رواج تھا کہ جب کوئی آدمی مرجاتا تو چند افراد بازاروں اور گلی کوچوں میں جاکر رو رو کر اس کی وفات کا اعلان کرتے۔ مرنے والا جس قدر اہم ہوتا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا۔ اس حرکت کا نام "نعی" ہے جسے شریعت نے منع کیا ہے۔ (مرتب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اپنے بھائی کے حق میں استغفار کرو..." الحدیث (مسند احمد)

اِس دَور میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ پڑھو" یہ کہنا سُنّت کے منافی ہے اور بدعت بھی' کیونکہ کسی کی تلاوت سے مرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

حُسنِ خاتمہ کی علامات

(۲۴) ایسی علامتوں اور نشانیوں کا تذکرہ جنہیں دیکھ کر یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ مرنے والا خوش نصیب تھا اور ان شاء اللہ اُس کی اُخروی زندگی آسان اور خوشگوار ہوگی۔

(۱) آخری سانسوں کے ساتھ کلمۂ توحید ادا کرنے کی توفیق مل جانا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"جس نے آخری بات "لا اِلٰہ اِلاّ اللہ" کہی جنّت میں داخل ہوگیا"۔

(مستدرک حاکم)

(۲) موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا۔

حضرت بریدہ بن الخصیب بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ:

"مؤمن کو موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آتا ہے"۔

(مسند احمد و سنن النسائی)

(۳) جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن موت آنا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو' اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے محفوظ کر دیتا ہے"۔ (سنن ترمذی و مسند احمد)

(۴) میدانِ جہاد میں شہادت پانا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مُردہ نہ سمجھو' وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں' اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اس پر خوش و خرم ہیں اور مطمئن ہیں کہ جو اہلِ ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مؤمنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا"۔

(آل عمران : ۱۶۹-۱۷۱)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

"اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لیے چھ خصوصیتیں ہیں :

(۱) پہلا قطرۂ خون گرتے ہی بخشش ہو جاتی ہے۔ (۲) جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ عذابِ قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (۳) قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ (۴) زیورِ ایمان سے آراستہ کر دیا جاتا ہے۔ (۵) خوب صورت آنکھوں والی حوروں سے نکاح ہو گا۔ (۶) ستر قریبی رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت (سفارش) قبول ہو گی"۔ (سنن الترمذی و سنن ابن ماجہ)

(۵) اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے طبعی موت آنا۔

رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا : "تم کسے شہید شمار کرتے ہو؟" صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا : "یا رسول اللہ ﷺ! جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "تب تو میری اُمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شہداء کی تعداد کم رہے گی"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تفصیل جاننے کے لیے دریافت کیا : "کن کن لوگوں کا شمار شہداء میں ہوگا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جو راہِ جہاد میں قتل ہوا وہ شہید ہے' جو اللہ کی راہ میں مر گیا وہ بھی شہید ہے' جو طاعون کی بیماری سے مرا وہ بھی شہید ہے' جو پیٹ کی بیماری سے مرا وہ بھی شہید ہے اور غرق ہونے والا بھی شہید ہے"۔ (صحیح مسلم)

(۶) مرضِ طاعون کی وجہ سے موت آنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۷) پیٹ کی بیماری سے موت آنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"جو پیٹ کی بیماری سے مرا وہ شہید ہے"۔ (صحیح مسلم)

(۸۔۹) غرق یا ملبے کے نیچے دبنے سے موت واقع ہونا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"شہید پانچ قسم کے ہیں : طاعون کی بیماری سے مرنے والا' پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' غرق ہونے والا' ملبے کے نیچے دب کر مرنے والا اور جہاد فی سبیل اللہ کے دوران شہید"۔ (صحیح مسلم)

(۱۰) بچے کی ولادت کے بعد عورت کا حالتِ نفاس میں مرنا۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا : "کیا تمہیں معلوم ہے میری اُمت کے شہداء کون کون سے ہیں؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا "مسلمان کا قتل ہونا شہادت ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اس صورت میں تو میری اُمت کے شہداء کم ہی ہوں گے۔ مسلمان کا قتل ہونا شہادت ہے' طاعون سے مرنا بھی شہادت ہے' اور وہ عورت جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے کی پیدائش کے سبب فوت ہو جائے شہید ہے (بچہ اپنی نال سے ماں کو جنت میں لے جائے گا)" (مسند امام احمد)

(۱۱۔۱۲) جل جانے سے موت آنا' پہلو کی درد سے موت واقع ہونا'....

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ :

"فی سبیل اللہ قتل ہونے کے علاوہ شہید سات قسم کے ہیں۔ طاعون سے مرنے والا' غرق ہونے والا' پہلو کے درد سے مرنے والا' پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' جل جانے والا' ملبے کے نیچے دب کر مرنے والا اور وہ عورت جو بچے کی وجہ سے مر جائے' یہ سب کے سب شہید ہیں"۔

(سنن ابی داؤد و موطا امام مالک)

(۱۳) موت مرضِ سل سے واقع ہونا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"...'...'...' مرضِ سل سے مرنا.... شہادت ہے"۔ (مجمع الزوائد)

(۱۴) اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مر جانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"جو آدمی اپنے مال کی وجہ سے قتل ہوا (دوسری روایت میں ہے جس آدمی کا مال ناحق طریقے سے لینے کی کوشش کی گئی' پھر وہ اس کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا) وہ شہید ہے"۔ (صحیح بخاری)

(۱۵۔۱۶) دین اور عزت کے دفاع میں موت آنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :

"جو آدمی اپنے مال کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے' جو اہل و عیال کی عزت کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے' جو اپنے دین کے دفاع میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے' جو اپنے خون کے دفاع میں مارا گیا وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی شہید ہے"۔ (سنن ابی داؤد و سنن الترمذی و سنن النسائی)

(۱۷) جہاد فی سبیل اللہ کے انتظار میں موت آنا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے :

"ایک دن رات اللہ کی راہ میں پہرہ چوکی دینا ایک ماہ کے روزے اور عبادت سے بہتر ہے۔ اگر وہ اسی حالت میں مرجائے تو بھی اس کا اجر اور رزق جاری رہے گا' وہ فتنے سے بھی محفوظ رہے گا"۔ (صحیح مسلم)

(۱۸) نیک کام پر ہمیشگی کرتے ہوئے موت آنا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

"جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لا الٰہ اِلاّ اللہ کہا اور اسی پر مرا' جنت میں داخل ہو گا۔ رضاءِ الٰہی کے لیے کسی دن کا روزہ رکھا اور یہی عمل مسلسل کرتے ہوئے مرا تو بھی جنت میں داخل ہو گا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے صدقہ کیا اور عمر بھر کرتا رہا' وہ بھی جنت میں داخل ہو گا"۔ (مسند امام احمد)

(۱۹) جس آدمی کو ظالم حاکم نے صرف اس لیے قتل کر دیا ہو کہ اس نے ظالم حاکم کے سامنے حق کی بات کی تھی' رسول اللہ ﷺ نے اسے سید الشہداء قرار دیا ہے' فرمایا :

"حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سید الشہداء ہیں' اور وہ آدمی بھی جس نے ظالم امام (حاکم) کو نیکی کی تلقین کی اور برائی سے روکا تو حاکم نے اس کو قتل کر دیا (تو وہ آدمی بھی سید الشہداء ہے)"۔ (مستدرک حاکم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میّت کے بارے میں اظہارِ خیال کرنا

(۲۵) اہلِ علم و تقویٰ حضرات کی کسی میّت کے بارے میں اچھی رائے اس کے لیے جنت کی راہ ہموار کر سکتی ہے' بشرطیکہ رائے دینے والے حضرات کی تعداد کم از کم دو ہو اور وہ اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر یہ رائے قائم کر سکے ہوں۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا' اُس کی تعریف ہوئی۔ (بہت سارے صحابہؓ نے تائید کرتے ہوئے کہا: "ہمارے خیال میں وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کرتا تھا۔") رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: "واجب ہو گئی۔"

ایک دوسرا جنازہ گزرا' اس کے متعلق سخت الفاظ میں رائے بیان ہوئی۔ (بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تائید کرتے ہوئے کہا: "وہ دین کے معاملے میں بُرا آدمی تھا"۔) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: "واجب ہو گئی۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ قربان' ایک جنازہ گزرا اُس کی تعریف ہوئی' آپ نے فرمایا: "واجب ہو گئی"۔ دوسرا جنازہ گزرا جس کے متعلق رائے درشت الفاظ میں بیان ہوئی' تو بھی آپ نے فرمایا: "واجب ہو گئی"۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس کی تم نے تعریف کی اُس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جسے تم نے سخت الفاظ سے یاد کیا' اُس کے لیے آگ واجب ہو گئی۔"

مزید فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فرشتے آسمانوں میں اللہ کے گواہ ہیں اور تم دنیا میں اللہ کے گواہ ہو"۔
(یہ بات آپ ﷺ نے تین بار دہرائی۔)

ایک دوسری روایت میں ہے :

"مؤمن زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے لوگوں کے بارے میں اچھی بُری رائے بنی آدم کی زبان سے کہلا دیتے ہیں' آدمی جیسا بھی ہو اچھا یا بُرا"۔ (7) (صحیح مسلم و مسند امام احمد)

۲۔ حضرت ابو الاسود الدّیلی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"جس مسلمان کے حق میں چار مسلمان بھلائی کی گواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کر دے گا"۔ ہم نے پوچھا: اور تین کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "ہاں تین آدمیوں کی گواہی بھی معتبر ہے"۔ ہم نے پوچھا : اگر دو گواہی دیں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "ہاں دو کی گواہی بھی معتبر ہے"۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا"۔ (صحیح بخاری)

۳۔ جو مسلمان مرے اور چار قریبی پڑوسی اس کے حق میں بھلائی کی گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

"مَیں نے تمہاری بات مان لی' اور جو تم نہیں جانتے اُسے مَیں نے معاف کر دیا"۔ (مسند امام احمد)

---

(7) اس حقیقت کو اردو محاورے میں "زبانِ خلق نقارۂ خدا" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرہن کے وقت موت آنا

(۲۶) اگر کسی کی موت سورج یا چاند کے گرہن کے وقت آجائے تو یہ مرنے والے کی عظمت کا نشان نہیں ہوتا بلکہ ایسا اعتقاد تو جاہلانہ خرافات ہیں، جس کی تردید رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن فرما دی تھی، کیونکہ اُس دن سورج گرہن ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا :

> "اما بعد : اے لوگو! اہلِ جاہلیت یہ کہا کرتے تھے کہ سورج یا چاند کو گرہن کسی عظیم ہستی کی وفات کی وجہ سے لگتا ہے، سن لو یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔
> گرہن کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، چنانچہ جب تم ایسی صورت دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو، دعا کرو، استغفار کرو، صدقہ کرو، غلام آزاد کرو، مسجدوں میں جاکر نماز ادا کرو، حتیٰ کہ یہ وقت ٹل جائے"۔ (اس معنی کی حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے۔)

میّت کا غسل

(۲۷) جب کسی مسلمان کی موت واقع ہو جائے تو چند مسلمانوں کو اس کے غسل کا فی الفور انتظام کرنا چاہیئے۔ یہ حکم حضور اکرم ﷺ کے متعدد فرمودات سے ثابت ہے۔

اوّلاً : جس مُحرِم کو اس کی اونٹنی نے روند ڈالا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو........الخ"۔ (صحیح مسلم)

ثانیاً : اپنی بیٹی زینب کے غسل کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا :

"اسے تین' پانچ' سات یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو......"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۲۸) غسل کی ذمہ داری ادا کرنے والے حضرات دورانِ غسل حسب ذیل باتوں کا لحاظ رکھیں :

(۱) غسل تین بار یا اس سے زیادہ بار دیں..... اور یہ غسل دینے والوں کی مرضی پر ہے۔

(۲) غسل طاق عدد میں دیا جائے۔

(۳) کسی ایک مرتبہ پانی کے ساتھ بیری کے پتے' اشنان یا صابون کا استعمال ہونا چاہیئے تاکہ صفائی ہو جائے۔

(۴) غسل دیتے وقت آخری مرتبہ پانی میں کچھ خوشبو ملا دینی چاہیئے۔ کافور ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۵) عورتوں کی مینڈھیاں کھول کر بالوں کو اچھی طرح دھویا جائے۔

(۶) بالوں میں کنگھی کی جائے۔

(۷) عورت کے بالوں کو تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے ڈال دیا جائے۔

(۸) غسل دائیں طرف سے اور وضو کی جگہوں سے شروع کریں۔

(۹) مخصوص حالات کے علاوہ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں۔

مذکورہ بالا امور کی دلیل حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی مندرجہ ذیل حدیث ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس وقت ہم آپ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "تین بار' پانچ بار' سات بار' یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ بار غسل دو"۔ حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا : "طاق عدد میں؟" آپ ﷺ نے فرمایا : "ہاں' اور آخری بار میں کچھ کافور بھی ملا دینا۔ جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا"۔ جب ہم فارغ ہو گئیں تو آپ ﷺ کو اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف چادر بھیج کر فرمایا : "اس میں لپیٹ دو' اسے بطورِ قمیض پہنا دو"۔ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے اس کے بالوں کو تین حصے کر کے کنگھی کی اور پیچھے ڈال دیئے۔ اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "دائیں طرف سے اور وضو والی جگہوں سے شروع کرو"۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۱۰) میّت کے اوپر بڑا کپڑا ڈال کر اس کے کپڑے اتارے جائیں اور پھر اس بڑے کپڑے کے نیچے سے کسی چھوٹے کپڑے کی مدد سے غسل دیا جائے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوتا تھا۔ یہی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث سے سمجھ میں آتی ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ :

"جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپس میں کہنے لگے کہ بخدا ہمیں علم نہیں کہ کیا کریں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اس طرح اتار لیں جس طرح اپنے مُردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا کپڑوں سمیت غسل دیں؟ جب اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی حتیٰ کہ سب کی گردنیں سینے کی طرف ڈھلک گئیں' پھر کسی نامعلوم آدمی نے گوشۂ گھر سے آواز لگائی کہ "رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو"۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو قمیض سمیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسل دیا' قمیص کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور ہاتھوں کی بجائے قمیص ہی سے ملتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اگر مجھے اس صورتِ حال کا پہلے علم ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواجِ مطہرات (رضی اللّٰهُ عنهُنَّ جَمِيعًا) ہی غسل دیتیں"۔ (سنن ابی داؤد)

(۱۱) سارے جسم کو ڈھانپ کر چھوٹے کپڑے کی مدد سے غسل دینے کا واحد اور اصل مقصد یہ ہے کہ میت کے ستر کو نہ دیکھا جائے اور نہ ہی چھوا جائے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے' جیسا کہ سنن ابی داؤد اور سنن الترمذی میں مروی احادیث سے ثابت ہے۔[۸]

(۱۲) مُحرِم (جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھا ہو) کو خوشبو لگانا جائز نہیں۔ ایک صحابی حالتِ احرام میں اونٹنی کے روندنے سے وفات پا گئے تھے' ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"اسے حنوط نہ لگاؤ ــــ دوسری روایت میں ہے : خوشبو نہ لگاؤ ــــ وہ روزِ قیامت لبیک کہتے ہوئے اٹھے گا"۔ (صحیح مسلم)

(۱۳) میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں' اس لیے کہ منع کی کوئی دلیل نہیں' جب تک دلیل نہ ہو تو اصلاً جائز ہے۔ مندرجہ ذیل دو احادیث سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

اوّلاً : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے بارے میں جب صحابہ کرام کا اختلاف ہوا)

"اگر یہ صورت حال مجھے پہلے معلوم ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواجِ

---

(۸) البتہ عورت ساری کی ساری پردے کی چیز ہے (سنن الترمذی) بعض ائمہ فقہ نے (متعدد دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے) چہرے' ہاتھ اور پاؤں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود چہرہ' ہاتھ اور پاؤں آیت حجاب کی رو سے غیر محرم کے سامنے ظاہر کرنے جائز نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطہرات (رضی اللہ عنہن) ہی غسل دیتیں"۔ (سنن ابی داود)

ثانیاً: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے جنازے کے بعد میرے پاس تشریف لائے' میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے میرا سر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بلکہ ہائے میرا سر' اگر تم مجھ سے پہلے مر گئیں تو تمہیں کوئی نقصان نہیں' میں خود تمہیں غسل دوں گا' خود کفن دوں گا' پھر تمہارا جنازہ پڑھ کر خود دفن کروں گا"۔ (مسند امام احمد۔ سیرت ابن ہشام)

(۱۴) جو آدمی آدابِ غسل سے واقف ہو وہی غسل دے' بالخصوص اگر وہ قریبی رشتہ دار ہو۔ اس لیے کہ جن صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا ان میں غسل دینے کی اہلیت اور قرابت داری دونوں پائی جاتی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا' میں جسدِ اطہر کے بارے میں غور کر رہا تھا' لیکن خلافِ معمول کوئی بات نہ ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں اور زندگی کے بعد سراپا خوشبو تھے"۔ (سنن ابن ماجہ)

(۲۹) جو آدمی غسل کی ذمہ داری لے اس کے لیے بہت بڑا اجر ہے' لیکن دو شرطوں کے ساتھ۔

اوّلاً: اس کی پردہ پوشی رکھے اور اگر کوئی ناپسندیدہ بات نظر آئے تو بھی کسی سے بیان نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپالیا' اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرمادیتا ہے۔ جس نے قبر کھود کر دفن کیا' اسے اتنا اجر ہے جیسے کسی کو تا قیامت رہائش فراہم کردی' اور جس نے کفن پہنایا اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت جنت کے عمدہ ریشمی کپڑے اور کم خواب سے آراستہ فرمائیں گے"۔ (مستدرک حاکم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً : یہ کام صرف رضائے الٰہی کے لیے کرے، کسی قسم کا بدلہ، شکریہ یا دُنیوی فائدے کا طلب گار نہ ہو، کیونکہ شریعتِ اسلامیہ کا بنیادی اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف انہی عبادات کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے جو صرف اس کی رضا کے لیے ہوں۔

(۳۰) جو آدمی میت کو غسل دے اس کے لیے مناسب ہے کہ خود بھی غسل کرلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"جو کسی میت کو غسل دے وہ خود غسل کرلے اور جو اٹھائے وہ وضو کرلے"۔ (سنن ابی داؤد)

حدیث کے حکم سے بظاہر غسل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دوسری دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"جب میت کو غسل دو تو تم پر غسل کرنا ضروری نہیں، کیونکہ تمہارے مُردے نجس نہیں ہوتے، بس اپنے ہاتھ دھولو، یہ کافی ہے۔"

(مستدرک حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ :

"ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے، تو کوئی غسل کرلیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا"۔ (سنن الدارقطنی)

(۳۱) معرکہ میں قتل ہونے والے کو غسل نہیں دیا جائے گا، خواہ وہ حالتِ جنابت میں شہید ہوا ہو۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداءِ اُحد کے بارے میں فرمایا :

"انہیں خون سمیت دفنا دو"۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ ﷺ نے شہداء کو غسل نہیں دیا۔ ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا : "میں ان کا گواہ ہوں' انہیں خون سمیت لپیٹ دو' جو بھی اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے وہ روزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا خون ٹپک رہا ہو گا' رنگ تو خون والا ہو گا لیکن خوشبو کستوری کی سی ہو گی"۔ ایک اور روایت میں فرمایا : "انہیں غسل مت دو' ہر زخم سے روزِ قیامت کستوری کی خوشبو مہکے گی"۔ آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ بھی ادا نہیں فرمائی"۔ (مسند امام احمد)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن الزبیر حضرت حنظلہ بن ابی عامر (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں' ان کی اہلیہ سے حقیقت دریافت کرو"۔ ان کی اہلیہ محترمہ نے کہا وہ ندائے جہاد سنتے ہی نکل گئے' حالانکہ وہ جنبی تھے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اسی لیے اسے فرشتوں نے غسل دیا ہے"۔ (مستدرک حاکم)

کفنِ میت

(۳۲) میت کو غسل دینے کے بعد کفن دینا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس محرم کے بارے میں حکم دیا تھا جسے اونٹنی نے روند ڈالا تھا کہ :

".....اور اسے کفن دو"۔ (صحیح مسلم)

(۳۳) کفن یا اس کی قیمت مالِ میت سے لی جائے' خواہ اس کے بعد کچھ بھی نہ بچے۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : "صرف رضائے الٰہی کی خاطر ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں ہجرت کی' چنانچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہو گیا۔ ہمارے کچھ ساتھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور انہیں ہجرت سے کوئی مالی فائدہ نہ ہوا' اور انہی میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ غزوۂ اُحد کے روز شہید ہوئے۔ انہوں نے ایک دھاری دار چادر کے علاوہ کچھ نہ چھوڑا! چنانچہ اگر ہم ان کا سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے' اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر برہنہ ہو جاتا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"چادر کو سر کی طرف ڈال دو اور پاؤں پر اِذخر گھاس رکھ دو۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۳۴) کفن اتنا کشادہ ہونا چاہیئے کہ تمام جسم کو چھپائے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنهما) بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک صحابی کا تذکرہ فرمایا' جسے وفات کے بعد ناکافی کفن پہنایا گیا تھا اور رات کو دفن کیا گیا تھا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمادیا کہ کسی کو رات میں دفن نہ کیا جائے' حتیٰ کہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے' اِلّا یہ کہ انسان مجبور رہو۔"

مزید فرمایا:

"جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کو کفن دے تو اگر ممکن ہو تو اچھا کفن دے"۔ (صحیح مسلم)

علماء کرام کہتے ہیں کہ "اچھے کفن" سے مراد یہ ہے کہ وہ صاف ستھرا ہو' موٹا ہو' سارے بدن کو چھپانے والا ہو' اور درمیانی قسم کا ہو۔ اچھے سے مراد ضرورت سے زیادہ مہنگا اور نفیس نہیں ہے۔

(۳۵) اگر کفن ناکافی ہو اور دوسرا بھی میسر نہ ہو تو میت کا سر اور باقی جسم چھپا دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور جتنا حصہ بچ رہے اس پر اذخر یا کوئی دوسری گھاس ڈال دی جائے۔ جیسا کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کفن میں استعمال ہونے والی ناکافی چادر کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

"اسے سر کی طرف ڈال دو' اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۳۶) اگر کپڑے تھوڑے ہوں اور فوت شدگان زیادہ ہوں تو کئی میتوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کہ کپڑا کاٹ کر ان پر تقسیم کر دیا جائے اور جسے زیادہ قرآن حفظ ہو' دفن میں قبلہ کی طرف اسے مقدم کر دیا جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ شہداءِ احد کی تکفین و تدفین کا واقعہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ:

"دو' دو اور تین' تین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں جمع فرما رہے تھے اور دریافت کرتے کہ قرآن کسے زیادہ حفظ ہے' پھر اسے لحد میں مقدم کر دیتے۔ دو دو اور تین تین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے میں کفن دیا۔"

(سنن ابی داؤد و سنن الترمذی)

(۳۷) جن کپڑوں میں شہادت نصیب ہو' انہیں اتارنا نہیں چاہیئے بلکہ شہید کو انہی کپڑوں میں دفن کر دینا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہداء کے بارے میں فرمایا:

"انہیں انہی کے کپڑوں میں لپیٹ دو"۔ (مسند امام احمد)

(۳۸) شہید کو اس کے شہادت والے کپڑوں کے اوپر سے ایک یا ایک سے زیادہ چادروں میں کفن دینا چاہیئے' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کو کفن دیا۔ حدیث قریب میں گزر چکی ہے۔

(۳۹) مُحرِم کو انہی دو چادروں میں کفن دیا جائے جن میں اس کی موت واقع ہوئی ہے، جس مُحرِم کو اونٹنی نے روند ڈالا تھا اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"اسے انہی چادروں میں کفن دو"۔ (جن دو چادروں میں اس نے احرام باندھا ہے۔) (صحیح مسلم)

(۴۰) کفن میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے۔

۱۔ کفن کا کپڑا سفید ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سفید کپڑے پہنا کرو، یہ تمہارا بہترین لباس ہے۔ اور اسی میں مردوں کو کفن دیا کرو"۔ (سنن ابی داؤد و سنن الترمذی)

۲۔ تین کپڑے ہونے چاہئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سوتی یمنی چادروں میں کفن دیا گیا، اس میں نہ قمیض تھی اور نہ پگڑی۔ (آپ ﷺ کو ان میں اچھی طرح لپیٹ دیا گیا۔)" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ اگر ہو سکے تو ایک ہلکی دھاری دار چادر شامل کفن کر لی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"جب تم میں سے کوئی وفات پا جائے، اگر مل سکے تو کفن میں ایک دھاری دار چادر شامل کر لو"۔ (سنن ابی داؤد)

۴۔ میّت کو تین مرتبہ خوشبو کا دھواں دیا جائے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"جب تم میّت کو خوشبو کا دھواں دو تو تین مرتبہ دو۔"

(مسند احمد و مستدرک حاکم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس حکم میں مُحرِم شامل نہیں ہے' کیونکہ جس محرم صحابی کو اونٹنی نے روند ڈالا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

".....اور اسے خوشبو بھی نہ لگاؤ...." (صحیح مسلم)

(۴۱) مہنگا کفن استعمال کرنا جائز نہیں اور نہ ہی تین کپڑوں سے زیادہ۔ اس لیے کہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے کفن کے خلاف ہے جیسا کہ مسئلہ نمبر ۴۰ میں مذکور ہے۔ مہنگا کفن استعمال کرنے کی صورت میں مال ضائع ہوتا ہے' جو کہ شرعاً حرام ہے اور خاص طور پر جب کہ زندہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین باتیں منع فرمائی ہیں: فضول باتیں کرنا' مال ضائع کرنا اور خواہ مخواہ سوال کرنا"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات پر رحمت کی بارش کرے' جب ان سے کپڑوں میں سے کفن کے انتخاب کا دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا:

"نئے کپڑوں کا زندہ زیادہ مستحق ہے' بس یہ پرانی چادریں ہی کافی ہیں"۔ (صحیح بخاری)

(۴۲) عورت کا کفن مَرد کی طرح ہوگا' کیونکہ فرق کی کوئی دلیل نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ اٹھانا ـــــ اور ـــــ اس کے ساتھ جانا

(۴۳) جنازہ لے جانا اور اس کے ساتھ جانا واجب ہے اور یہ ہر مسلمان کا اپنے مسلمان بھائیوں پر حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں:

(۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) مریض کی عیادت کرنا۔ (۳) جنازے کے ساتھ جانا۔ (۴) دعوت قبول کرنا۔ (۵) چھینکنے والے کا جواب دینا"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

دوسری حدیث میں جنازے کے ساتھ جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"مریض کی عیادت کرو، اور جنازوں کے ساتھ جاؤ، یہ تمہیں آخرت یاد دلائیں گے"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ و صحیح ابن حبان)

(۴۴) جنازے کے ساتھ جانے کی دو صورتیں ہیں:

(ا) گھر سے لے کر نمازِ جنازہ ادا کر لینے تک۔

(ب) گھر سے لے کر دفن سے فراغت تک۔

دونوں صورتوں پر آپ ﷺ نے عمل فرمایا ہے۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد جب کسی مسلمان کی موت کا وقت قریب ہوتا تو ہم آپ ﷺ کو اطلاع دیتے۔ آپ ﷺ تشریف لاتے اور اس کے حق میں استغفار کرتے، حتیٰ کہ اس کی روح پرواز کر جاتی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم دفن تک رک جاتے۔ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو دیر تک رکنا پڑتا۔ جب ہمیں اندازہ ہوا کہ اس سے آپ ﷺ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقت ہوتی ہے تو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مشورہ کرکے طے کیا کہ ہم کسی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت تک اطلاع نہ دیں گے جب تک کہ اس کی روح پرواز نہ کر جائے' اور جب موت واقع ہو جائے تو اطلاع کر دیں گے' اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہی مشقت ہوگی اور نہ ہی زیادہ دیر رکنا پڑے گا۔ چنانچہ ہم نے یہ طریقہ اختیار کرلیا' ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (مریض کی) موت واقع ہونے کے بعد اطلاع کرتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور اس کی نمازِ جنازہ ادا فرماتے۔ بسا اوقات فوراً پلٹ جاتے اور کبھی دفن تک رک جاتے۔ ایک وقت تک اس طریق کار پر عمل ہوتا رہا۔ پھر ہم نے مشورہ کیا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہی نہ کریں اور جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے پاس ہی اس کی نماز ادا کریں تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مزید آسانی ہوگی۔ چنانچہ آج کے دن تک یہی دستور چل رہا ہے۔"

(مستدرک حاکم و صحیح ابن حبان)

(۴۵) بلاشبہ دوسری صورت پہلی سے افضل ہے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جو آدمی گھر سے جنازے کے ساتھ رہے (دوسری روایت میں ہے: جو مسلمان کے جنازے کے ساتھ حالت ایمان اور اجر کی نیت سے چلے) حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جائے' اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے' اور جو قبر تک ساتھ رہے (دوسری روایت میں ہے: دفن سے فارغ ہونے تک) اس کے لیے دو قیراط اجر ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: دو قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دو بڑے پہاڑوں جتنے"۔ (ایک دوسری روایت میں ہے: "ہر قیراط اُحد پہاڑ جتنا"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴۶) جنازے کے ساتھ رہنے کا یہ اجر صرف مَردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے روکا ہے اور یہ نہی تنزیہہ [۹] کے طور پر ہے۔ حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: "ہمیں جنازے کے ساتھ جانے سے روکا تو جاتا تھا (ایک روایت میں ہے: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے روکا تھا) لیکن سختی سے نہیں۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۴۷) شرعاً ممنوع امور جنازے کے ساتھ لے جانا جائز نہیں۔ اس طرح کی دو باتوں کے متعلق تو شرعی ممانعت موجود ہے: (ا) روتے ہوئے آواز بلند کرنا۔ (ب) جنازے کے ساتھ دھواں لے کر چلنا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "جنازے کے ساتھ آگ اور آواز نہ جائے۔"

(سنن ابی داؤد و مسند امام احمد)

(۴۸) اسی طرح جنازے کے آگے بلند آواز سے ذکر کرنا بھی بدعت ہے۔ حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: "نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے پاس آواز بلند کرنا ناپسند فرماتے تھے"۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی)

(۴۹) جنازہ تیزی سے لے جانا چاہیئے، اتنا تیز چلا جائے جو دوڑنے سے کم ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"جنازہ جلدی لے جاؤ، اگر نیک ہے تو ایک بہتر چیز کو اس کی جگہ تک پہنچا رہے ہو، اور اگر ایسا نہیں ہے (برا ہے) تو ایک شر کو اپنی گردنوں سے اتار دوگے"۔ (صحیح بخاری)

---

(۹) "نہی تنزیہہ" سے مراد ہے کہ یہ فعل نہ کرنا بہتر ہے لیکن اگر کر لیا جائے تو گناہ نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵۰) جنازے کے آگے پیچھے' دائیں بائیں ہر طرف چلنا جائز ہے بشرطیکہ قریب رہے' البتہ سوار پیچھے ہی رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

"سوار جنازے کے پیچھے چلے' پیدل چلنے والا جہاں چاہے چلے (پیچھے' آگے' دائیں' بائیں' بشرطیکہ قریب رہے) بچے کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی (اور اس کے والدین کے حق میں مغفرت و رحمت کی دعا ہوگی)"۔

(سنن ابی داؤد و سنن الترمذی و سنن النسائی)

(۵۱) جنازے کے آگے اور پیچھے چلنا دونوں صورتیں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"حضورِ اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جنازے کے آگے بھی چلتے تھے اور پیچھے بھی"۔ (مسند طحاوی)

(۵۲) جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا یہی تقاضا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"جنازے کے پیچھے چلو"۔ (مصنف ابنِ ابی شیبہ و صحیح ابنِ حبان)

اس معنیٰ کی تائید حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول کرتا ہے :

"جنازے کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے اتنا ہی بہتر ہے جتنا باجماعت نماز تنہا کی نماز سے افضل ہے"۔ (مصنف ابنِ ابی شیبہ)

(۵۳) سوار ہو کر جانا جائز ہے بشرطیکہ پیچھے چلے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے واضح ہے۔"

"سوار ہو کر جانے والا جنازے کے پیچھے چلے۔"

(سنن ابی داؤد و سنن الترمذی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن پیدل چل کر جانا افضل ہے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا۔ سوار ہو کر جانا آپ ﷺ سے ثابت نہیں' بلکہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : "رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے' سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے سوار ہونے سے انکار فرمادیا' جب واپس ہوئے تو دوبارہ سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ سوار ہو گئے"۔ جب آپ سے اس فرق کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا :

"فرشتے پیدل چل رہے تھے۔ ان کے چلتے ہوئے مجھے سوار ہونا گوارا نہ تھا۔ اور جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔"

(سنن ابی داؤد و سنن الترمذی)

(۵۴) جنازے سے واپسی پر سوار ہو کر آنا بلا کراہت جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"رسول اللہ ﷺ نے ہماری موجودگی میں ابن الدحاح کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ (دوسری روایت میں ہے : آپ ﷺ ابن الدحاح کے جنازے کے لیے پیدل نکلے) پھر بغیر زین کے گھوڑا پیش کیا گیا' جسے ایک آدمی نے تھام رکھا تھا' واپسی پر آپ ﷺ اس پر سوار ہو گئے اور اسے دھیمے دھیمے چلا رہے تھے اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے۔"

ایک آدمی نے آپ ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے :

"جنت میں کتنے ہی پھلوں کے خوشے ابن الدحاح کے لیے لٹک رہے ہیں"۔ (صحیح مسلم)

(۵۵) اعزازاً جنازے کو بکتر بند گاڑی پر لے جانا یا رسم و رواج کی خاطر جنازے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت گاڑی اور شرکاء کا گاڑیوں میں سوار ہو کر جانا شرعاً جائز نہیں۔[10]

(۵۶) جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا منسوخ ہے۔ کھڑا ہونے کی دو صورتیں ہیں:

(ا) جب جنازہ گزرے تو بیٹھے ہوئے آدمی کھڑے ہو جائیں۔

(ب) جب تک جنازہ قبر کے قریب زمین پر نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک ساتھ جانے والوں کا کھڑا رہنا' اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے احترام میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے تو ہم بھی کھڑے ہوتے رہے' بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنا شروع کر دیا تو ہم بھی بیٹھے رہتے"۔ (صحیح مسلم)

دوسری روایت میں ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی خاطر کھڑے ہوتے تھے' پھر بعد میں بیٹھنا شروع کر دیا"۔ (موطأ امام مالک)

اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنازوں کی خاطر کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا' بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بیٹھے رہے اور ہمیں بھی بیٹھے رہنے کا حکم دیا"۔ (مسند طحاوی)

(۵۶) **الف**: جو بھی میت اٹھائے اسے وضو کر لینا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو میت کو غسل دے اسے خود غسل کر لینا چاہیئے اور جو اس کو اٹھائے اس کو وضو کر لینا چاہیئے"۔ (سنن ابی داؤد)

---

(۱۰) البتہ بڑے شہروں میں جہاں قبرستان دور دور ہوتے ہیں ایسا کرنا بامر مجبوری جائز ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازِ جنازہ

(۵۷) مسلمان میت کی نمازِ جنازہ ادا کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

ایک صحابی خیبر کے دن وفات پا گیا' ساتھیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ تم خود ہی ادا کرو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے لوگوں کے چہرے اتر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"تمہارے ساتھی نے مالِ غنیمت میں بددیانتی کی ہے۔"

جب ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو یہودیوں کا ایک موتی نکلا جس کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ (موطأ امام مالک و سنن ابی داؤد)

البتہ نابالغ بچے اور شہید کی نمازِ جنازہ ادا کرنا نہ فرض ہے اور نہ فرضِ کفایہ' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم نے اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ (سنن ابی داؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض شہداء کی نمازِ جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بچے اور شہید پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں' ہاں البتہ واجب نہیں ہے۔

(۵۸) حسب ذیل افراد کی نمازِ جنازہ ادا کرنا شرعاً ثابت ہے :

ا۔ بچہ' اگرچہ ناتمام ولادت ہوئی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بچّے کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔ (اور ایک دوسری روایت میں "ناتمام بچّے" کے لفظ ہیں) اور اس کے والدین کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے گی"۔ (سنن ابی داوٗد)

ب۔ شہید۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو چادر سے چھپا دینے کا حکم دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نو تکبیروں سے نمازِ جنازہ ادا فرمائی' پھر دوسرے شہداء باری باری لائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز ادا فرمائی اور ان کے ساتھ ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھی نماز ادا فرماتے رہے۔"

(معانی الآثار للطحاوی)

ج۔ جس مسلمان کو کسی حد کی وجہ سے قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"قبیلہ جُہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی۔ اُس نے درخواست کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے ایسا قصور ہوا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر حد لگتی ہے' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حد نافذ فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سرپرست رشتہ دار کو بلا کر فرمایا: "اس کے ساتھ اچھّا سلوک کرو۔ جب وضع حمل سے فارغ ہو جائے تو میرے پاس لے آنا"۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیئے گئے' پھر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رجم کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ ایسی عورت کی بھی نمازِ جنازہ ادا فرمائیں گے جس نے زنا کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ستّر اہلِ مدینہ پر تقسیم کر دی جائے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کو کفایت کر جائے۔ صرف اللہ کے خوف سے جان پیش کر دینے والی سے بہتر کسی کی توبہ تم نے نہیں دیکھی ہے؟" (صحیح مسلم)

(د) ایسا بد کردار جو گناہ اور محرمات میں غرق ہو' جیسے نماز[11] روزہ کا تارک (بشرطیکہ اسے واجب سمجھتا ہو)' زانی' شرابی اور اسی طرح کے دوسرے گناہ گار افراد کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی' البتہ اہلِ علم اور پرہیز گار لوگوں کو بطورِ سزا ایسے افراد کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کرنی چاہیئے' تاکہ دوسروں کو نصیحت ہو' اور یہی رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"جب رسول اللہ ﷺ سے کسی کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کی درخواست کی جاتی تو آپ ﷺ اس کے بارے میں لوگوں کی رائے دریافت فرماتے۔ اگر اچھی رائے بیان ہوتی تو آپ ﷺ نمازِ جنازہ ادا فرما دیتے' اور اگر اس کے متعلق اچھی رائے نہ ہوتی تو اس کے اہل خانہ سے فرماتے "خود ہی نمازِ جنازہ پڑھ لو" اور آپ ﷺ خود نمازِ جنازہ ادا نہ فرماتے۔"

(ھ) ایسا مقروض جو مال سے زیادہ قرض چھوڑ کر مرے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف ابتدائی زمانے میں ایسے آدمی کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے انکار فرمایا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب ایسا جنازہ آتا جس کے ذمے قرض ہوتا تو آپ ﷺ پوچھ لیتے: "کیا ادائیگی قرض کے برابر مال چھوڑا ہے؟"

---

(11) متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام احمد بن حنبل کے علاوہ کئی ایک ائمہ دین رحمہم اللہ صحیح اور مستند احادیث کی بناء پر تارکِ نماز کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک تارکِ نماز کی نمازِ جنازہ ادا کرنا صحیح نہیں اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا صحیح ہے۔ (مرتب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر یہ جواب ملتا کہ قابلِ ادائیگی مال ہے تو آپ ﷺ نمازِ جنازہ ادا فرمادیتے ورنہ نہیں، اور فرماتے: "اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کرو"۔ جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات نصیب فرمائیں تو فرمایا:

"مَیں دنیا و آخرت میں اہلِ ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر بھی مقدم ہوں۔ اگر پسند کرو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ...﴾ (الاحزاب: ٦)

"بلاشبہ نبی تو اہلِ ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے۔"

اس آیت کی تلاوت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو مسلمان مقروض وفات پائے اور قرض چکانے کے لیے مال بھی نہ چھوڑے تو ادائیگی کی ذمہ داری مجھ پر ہے، اور جو مال چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے ورثاء کا ہے"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

و۔ جس مسلمان کی نمازِ جنازہ بالکل ادا نہ کی گئی ہو اور دفن کر دیا گیا ہو یا صرف چند افراد نے نماز ادا کی ہو، اس صورت میں اس کی قبر پر نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔ دوسری صورت میں یہ شرط بھی ہے کہ امام اس کی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہوا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی (صحابی) وفات پا گیا جس کی رسول اللہ ﷺ عیادت فرمایا کرتے تھے۔ صحابہؓ نے اسے رات ہی میں دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُس کے مرنے اور دفنانے کی آپ ﷺ کو اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تم نے مجھے کیوں نہیں بتلایا؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: رات تھی، اندھیرا تھا، ہم نے آپؐ کو تکلیف دینا پسند نہ کیا۔ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ راوی بیان کرتا ہے: آپ ﷺ نے امامت فرمائی، ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندھیں' میں خود بھی موجود تھا۔ آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں۔"

(سنن ابنِ ماجہ)

ز۔ جو مسلمان کسی ایسے علاقے میں وفات پائے جہاں کسی نے اس کی نمازِ جنازہ نہ ادا کی ہو' ایسے مسلمان کی دوسرے مسلمان غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کریں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی تھی۔ (۱۲)

(۵۹) کفار اور منافقین کی نمازِ جنازہ ادا کرنا' ان کے حق میں استغفار کرنا یا ان کے لیے رحمت کی دعا کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ﴾

(التوبۃ: ۸۴)

"اور آئندہ ان میں سے جو مرے اس کی نمازِ جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا' کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔"

اس موقع پر ان مسلمانوں کی غلطی بالکل واضح ہو جاتی ہے جو کافروں کو "رحمہ اللہ" یا "رضی اللہ" کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ غلطی رسالے اور اخبارات

---

(۱۲) امام الحدیث الشیخ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اپنی اصل کتاب "احکام الجنائز" ص ۹۱۔ ۹۳ میں اس بحث کو تفصیل سے نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ' امام مالک' امام احمد بن حنبل' شیخ الاسلام ابن تیمیہ' امام الخطابی' امام الرویانی' امام ابو داؤد اور شیخ صالح القبلی رحمہم اللہ کے نزدیک غائبانہ نمازِ جنازہ صرف اس شکل میں جائز ہے جب کسی وجہ سے میت کی نمازِ جنازہ ادا نہ کی جا سکی ہو۔ علمی اصولوں کے لحاظ سے یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مرتب غفر اللہ لہ ولوالدیہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کرتے ہیں۔ فضیلۃ الشیخ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں : مجھے ایک قابل اعتماد ساتھی نے بتایا کہ بعض علماء اسماعیلیوں کی بھی نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں جب کہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اسماعیلی غیر مسلم ہیں' اس لیے کہ اسماعیلیوں کے ہاں نماز اور حج نہیں ہے اور وہ اپنے امام کی پوجا کرتے ہیں۔

(۶۰) نمازِ جنازہ کی جماعت بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے دیگر فرض نمازوں کی جماعت ضروری ہے۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں :

(ا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اسی طرح نمازِ جنازہ ادا فرمائی ہے۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

((صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ))

''اسی طرح نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھتے ہو۔''

(صحیح بخاری)

(۶۱) جماعت کم از کم تین آدمیوں سے ہو سکے گی۔ حضرت عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

''حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمیر بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر بلا بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر ہی میں عمیر کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آگے کھڑے ہوئے' حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور اُمِ سلیم حضرت ابو طلحہ کے بھی پیچھے' مزید کوئی آدمی ان کے ساتھ نہ تھا''۔ (مستدرک حاکم)

(۶۲) حاضری جتنی زیادہ ہو میت کے لیے اتنا ہی بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس میّت کے حق میں مسلمان جماعت کے سو آدمی سفارش کریں تو ان کی شفاعت قبول ہو گی"۔ دوسری روایت میں ہے: "اس (میّت) کی بخشش ہو جائے گی"۔ (صحیح مسلم)

اس سے کم تعداد پر بھی میّت کی بخشش ہو سکتی ہے' بشرطیکہ سارے موحد مسلمان ہوں' ان میں شرک نہ پایا جاتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو مسلمان وفات پا جائے اور اس کے جنازے میں ایسے چالیس آدمی شریک ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرما لیتا ہے"۔ (صحیح مسلم)

(۶۳) مناسب یہ ہے کہ امام کے پیچھے تین یا اس سے زیادہ صفیں بنائی جائیں۔ اس سلسلے میں دو حدیثیں ہیں' دونوں کو اکٹھا کرنے سے مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے۔ دونوں حدیثیں "احکام الجنائز و بدعھا" (تالیف فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ تعالیٰ) میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

(۶۴) اگر امام کے ساتھ صرف ایک ہی آدمی ہو تو وہ عام نمازوں کی طرح امام کے پہلو میں کھڑا نہ ہو' بلکہ امام کے پیچھے کھڑا ہو' جیسا کہ مسئلہ ۶۱ میں گزر چکا ہے۔

(۶۵) امیر وقت یا اُس کا نائب قریبی رشتہ دار سے بھی زیادہ امامت جنازہ کا حق دار ہے۔

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جس روز الحسن بن علی رضی اللہ عنہما نے وفات پائی مَیں بھی موجود تھا' مَیں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی گردن میں چوکہ لگا کر کہا: "آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤ۔ اگر یہ سُنّت نہ ہوتا تو تمہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی آگے نہ کرتا"۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اُن دنوں مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ اس طرح چوکہ لگانے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حسین اور حضرت سعید رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ ناراضگی تھی۔ (مستدرک حاکم)

(۶۶) اگر امیر یا اُس کا نائب موجود نہ ہو تو پھر کتاب اللہ کو بہتر پڑھنے والا امامت کا زیادہ حق دار ہے' پھر اسی ترتیب سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل فرمان سے ثابت ہے:

"عمدہ قرآن پڑھنے والا لوگوں کا امام بنے' اگر قرآن پڑھنے میں سب برابر ہوں تو سُنّت کو زیادہ جاننے والا' اگر سُنّت کے جاننے میں سب برابر ہوں تو پہلے ہجرت کرنے والا اور اگر ہجرت کرنے میں بھی سب برابر ہوں تو سب سے پہلے اسلام لانے والا۔ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے دائرۂ اختیار میں امامت نہ کرائے اور کسی کے گھر میں خصوصی جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے"۔ (صحیح مسلم)

(۶۷) جب مَردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو ان سب پر ایک ہی مرتبہ نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی' مَردوں کو امام کے قریب رکھا جائے گا خواہ وہ بچے ہی ہوں اور عورتوں کو قبلہ کی طرف رکھا جائے گا۔ یہی سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو (۹) جنازوں کی بیک وقت نماز ادا کی' مَردوں کو امام کی طرف' اور عورتوں کو قبلہ کی طرف ایک ہی صف میں رکھ دیا۔ حضرت عمر بن الخطاب کی اہلیہ اُمِّ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہم اور ان کے فرزند زید کا جنازہ اکٹھا ہی رکھا گیا۔ اُن دنوں حضرت سعید بن العاص امیر مدینہ تھے' حاضرین میں عبد اللہ بن عباس' ابو ہریرہ' ابو سعید اور قتادہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ بچے کو امام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف رکھا گیا' ایک آدمی نے اعتراض کیا' مَیں نے بھی اس کو بُرا سمجھا۔ بعد میں مَیں نے ابنِ عباس' ابو ہریرۃ' ابو سعید اور قتادہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھ کر کہا: یہ کیسے ہے؟ کہنے لگے: "یہی مسنون طریقہ ہے!"

(۶۸) ہر جنازے پر علیحدہ نماز ادا کرنا بھی جائز ہے' اس لیے کہ اصل یہی ہے اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداءِ اُحد کی نماز علیحدہ علیحدہ ادا فرمائی تھی۔

(۶۹) نمازِ جنازہ مسجد میں ادا کرنا جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو اُمّہاتِ المؤمنین رضی اللہ عنہن نے پیغام بھیجا کہ "ان کی میت مسجد میں سے لے کر گزریں تاکہ ہم بھی نمازِ جنازہ ادا کر سکیں"۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا۔ ان کے جنازے کو حجروں کے سامنے رکھ دیا گیا' تو اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے نماز ادا کی' پھر انہیں چبوتروں کے پاس والے دروازے سے نکالا گیا۔ بعد میں ازواجِ مطہرات کو اطلاع ملی کہ بعض لوگوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے کیونکہ جنازے مسجد میں نہیں لائے جا سکتے۔ یہ بات جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے کہا: "جس بات کا لوگوں کو علم نہیں ہوتا کتنی جلدی اس پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ ہمارے بارے میں یہ اعتراض ہے کہ (ہمارے کہنے پر) جنازہ مسجد میں کیوں لایا گیا؟ بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء اور اس کے بھائی کا جنازہ بیچ مسجد میں ادا کیا تھا"۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

(صحیح مسلم' سنن ابی داوٗد' الترمذی' النسائی)

(۷۰) افضل یہی ہے کہ نمازِ جنازہ مسجد سے باہر جنازگاہ میں ادا کی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہی معمول تھا۔ عام طور پر یہی بات آپ ﷺ کی سُنّت سے ثابت ہے۔ ایک حدیث میں ہے :

"یہودی اپنی قوم کے ایک مَرد اور ایک عورت کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے زنا کیا تھا' چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے انہیں مسجد کے پاس جنازگاہ کے قریب رجم کردیا گیا"۔ (صحیح بخاری)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ : "جنازگاہ مسجد کے مشرقی جانب بالکل قریب ہی تھی۔"

اور ایک دوسری جگہ فرمایا : "جس جگہ نمازِ عید اور نمازِ جنازہ ادا کی جاتی تھی وہ بقیع الغرقد کی طرف تھی۔"

(۷۱) قبروں کے درمیان جنازہ رکھ کر نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز نہیں۔ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے درمیان نمازِ جنازہ ادا کرنے سے منع فرمایا ہے"۔ (الاحادیث المختارۃ' مسند اَنس بن مالک)

(۷۲) نمازِ جنازہ پڑھاتے ہوئے امام مَرد کے سر کے برابر اور عورت کے درمیان میں (کمر کے برابر) کھڑا ہو گا۔ جناب ابو غالب الخیاط رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ :

"میری موجودگی میں حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک مَرد کی نمازِ جنازہ ادا کی تو اُس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے۔ جب یہ جنازہ اٹھ گیا تو کسی قریشی یا انصاری عورت کا جنازہ آگیا۔ عرض کیا گیا کہ اے ابو حمزہ! (حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ فلاں بنت فلاں کا جنازہ ہے' ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائیں۔ آپؓ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی تو اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے"۔ (ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی کمر کے برابر' اور اس پر سبز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑا تھا۔)

اس موقع پر حضرت العلاء بن زیاد العدوی رحمہ اللہ بھی موجود تھے' جب انہوں نے مَرد اور عورت کے جنازے کے بالمقابل کھڑے ہونے میں فرق دیکھا تو پوچھا:" اے ابو حمزہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی کھڑے ہوتے تھے جس طرح آپ مَرد' عورت کے لیے کھڑے ہوئے ہیں؟" حضرت اَنس نے جواب دیا: "ہاں!" حضرت العلاء ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: "یہ بات یاد کر لو!"

(سنن ابی داوٗد و سنن الترمذی)

نمازِ جنازہ کا طریقہ

(۷۳) نمازِ جنازہ چار یا پانچ تکبیروں سے لے کر نو تکبیروں تک پڑھی جا سکتی ہے۔ ہر طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ جس طرح بھی نمازِ جنازہ ادا کر لے' جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ چار تکبیروں والا طریقہ اختیار کرے' اس لیے کہ اس طریقے سے متعلق احادیث قوی اور کثیر ہیں۔

(۷۴) صرف پہلی تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھ اٹھائے' یہی بات شرعاً ثابت ہے۔ اس بارے میں دو حدیثیں ہیں جو باہم ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور اسی بات پر علماء کا اتفاق ہے۔

(۷۵) پھر اپنے ہاتھوں کو سینے پر اس طرح باندھے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی' پہنچے اور کلائی تک آجائے۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث بالاتفاق ضعیف ہے' جیسا کہ امام نووی اور امام الزیلعی الحنفی رحمہما اللہ اور دوسرے علماء نے فرمایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷۶) پہلی تکبیر کے بعد سورۃ الفاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"مَیں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی' آپؓ نے سورۂ فاتحہ (اور ایک دوسری سورت بلند آواز سے) پڑھی (حتیٰ کہ ہمیں سنائی دی۔ جب آپؓ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ تھام کر اس طرح باوازِ بلند پڑھنے اور سورت ملانے کے بارے میں دریافت کیا۔) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"(مَیں نے صرف اس لیے بلند آواز سے پڑھا تھا) تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سُنّت ہے (اور صحیح ہے)"۔ (صحیح بخاری)

(۷۷) نمازِ جنازہ سری طور پر (دل میں) پڑھے۔ حضرت ابو اُمامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ:

"نمازِ جنازہ میں مسنون یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھے' پھر تین تکبیریں کہے اور آخر میں سلام پھیر دے"۔ (سنن النسائی)

(۷۸) دوسری تکبیر کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے' جیسا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ انہیں ایک صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ:

"نمازِ جنازہ میں مسنون یہ ہے کہ امام پہلی تکبیر کہہ کر اپنے دل میں سورۂ فاتحہ پڑھے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور تین تکبیروں میں جنازے کے لیے مخلصانہ دعا کرے' اس دوران قرآن نہ پڑھے' پھر دائیں طرف مڑ کر آہستہ سے سلام پھیر دے۔ اور یہ بھی مسنون ہے کہ مقتدی بھی وہی کچھ کرے جو امام کرتا ہے"۔ (کتاب الامّ للشافعی' سنن بیہقی)

نمازِ جنازہ میں درود کے لیے کوئی خاص الفاظ صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہیں' لہٰذا جو الفاظ نماز میں تشہد کے بعد ادا کیے جاتے ہیں وہی پڑھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷۹) پھر باقی تکبیریں ادا کرے اور میت کے لئے مخلصانہ دعا کرے' جیسا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث میں ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میت کی نمازِ جنازہ ادا کرو تو بڑے خلوص و اخلاص کے ساتھ اُس کے حق میں دعا کرو"۔ (سنن ابی داؤد)

(۸۰) جو دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں وہ ساری کی ساری پڑھے یا ایک دو دعاؤں پر اکتفا کرلے' یہ جنازہ پڑھانے والے کی مرضی پر منحصر ہے۔ مندرجہ ذیل دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں:

اوّل:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ ' وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ ' وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ' وَنَقِّهِ مِنْ خَطَايَاهُ كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ' وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ' وَاَهْلاً خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِ' وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ' وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ' وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ' وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ (صحيح مسلم)

"اے پروردگار! اس کی بخشش فرما' اس پر رحمت کر' اس سے درگزر کرکے معاف فرمادے' اس کی مہمانی اچھی فرما' اس کی رہائش گاہ کشادہ فرمادے۔ اسے پانی' برف' اور اولوں سے دھودے۔ اسے اس کی کوتاہیوں سے اس طرح پاک صاف کردے جیسے سفید کپڑے کو آپ نے میل کچیل سے صاف بنایا ہے۔ اسے اس کے اپنے گھر سے بہتر گھر' اس کے عزیزوں سے بہتر عزیز اور اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی عنایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمادے، عذابِ قبر اور آگ کے عذاب سے محفوظ کر کے اسے جنّت میں داخل فرمادے۔"

دوم:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ (سنن ابی داؤد)

"اے اللہ! ہمارے زندہ، مُردہ، حاضر، غائب، چھوٹے، بڑے اور مذکر و مؤنث سب کی بخشش فرمادے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے آپ زندہ رکھیں اسے اسلام پر زندہ رکھنا، اور جسے موت دیں اس کا خاتمہ ایمان پر کرنا۔ اے اللہ! اس جانے والے کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دینا۔"

سوم:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَعَذَابَ النَّارِ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (سنن ابی داؤد)

"اے مولیٰ! فلاں بن فلاں تیرے سپرد اور تیری حفاظت میں، اسے فتنۂ قبر اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ حق اور وفاء صرف تیری ذات میں ہے۔ اس کی بخشش فرما، اس پر رحمت کر، بلاشبہ صرف تیری ذات بخشنے والی اور مسلسل رحمت کرنے والی ہے۔"

نوٹ: فلاں بن فلاں کہنے کے بجائے مرنے والے اور اس کے والد کا نام لیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہارم:

"اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ احْتَاجُ اِلٰی رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِیٌّ عَنْ عَذَابِهٖ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ حَسَنَاتِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ (المستدرك للحاكم)

"اے مولیٰ! تیرا غلام اور غلام زادہ تیری رحمت کا محتاج بن کر آیا ہے۔ تیری ذات عذاب دینے سے بے نیاز ہے' اگر واقعی وہ اچھا ہے تو اس کی نیکیاں زیادہ کر دے۔ اگر بُرا ہے تو اس سے درگزر فرمادے۔"

(۸۱) آخری تکبیر اور سلام کے درمیان دعا کرنا ثابت ہے۔ ابو یعفور رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کا عمل اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

میری موجودگی میں انہوں نے جنازے کی چار تکبیریں کہیں' پھر تھوڑی دیر دعا کرتے رہے' پھر فرمایا: "کیا تمہارا خیال تھا کہ میں پانچویں تکبیر کہوں گا؟" ساتھیوں نے کہا: "نہیں"۔ پھر خود ہی فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں ہی کہتے تھے"۔ (سنن بیہقی و مستدرک حاکم)

(۸۲) آخر میں فرض نماز کی طرح دونوں طرف سلام کہے' پہلے دائیں طرف' پھر بائیں طرف۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"تین کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے کیا کرتے تھے جب کہ لوگوں نے اسے چھوڑ رکھا ہے' ان میں سے ایک کام نمازِ جنازہ کے آخر میں عام نمازوں کی طرح سلام پھیرنا ہے"۔ (سنن بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آخر میں دو طرف سلام پھیرا کرتے تھے۔"

(صحیح مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے واضح ہوتا ہے کہ "عام نماز کے سلام" سے مراد وہی معروف ذو طرف کا سلام ہے۔

(۸۳) صرف ایک سلام پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں سے نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور ایک طرف سلام پھیرا"۔ (سنن الدار قطنی و مستدرک حاکم)

(۸۴) جنازے میں سلام قدرے آہستہ کہنا مسنون ہے۔ امام اور مقتدی کے لیے ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ نمبر ۸۷ کے ضمن میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"پھر اختتامِ نماز پر آہستہ سے سلام اپنے دل میں کہے' مقتدی بھی وہی کام کرے جو اس کا امام کر رہا ہے"۔ (کتاب الاُم۔ سنن بیہقی)

(۸۵) تین اوقاتِ ممنوعہ میں بلا ضرورت نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز نہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: تین اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھنے اور مُردے دفن کرنے سے منع فرماتے تھے:

"جب سورج طلوع ہو کر چڑھ رہا ہو حتیٰ کہ بلند ہو جائے' جب سورج بالکل سیدھا ہو (نہ مشرق کی طرف مائل ہو اور نہ مغرب کی طرف) حتیٰ کہ ڈھل جائے' اور جب سورج غروب ہونے لگے' حتیٰ کہ پوری طرح غروب ہو جائے"۔ (صحیح مسلم و سنن ابی داؤد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفن اور اُس کے متعلّقات

(۸۶) میّت کو دفن کرنا واجب ہے' خواہ مرنے والا کافر ہو۔

حضرت ابو طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر بدر کے دن چوبیس قریشی بہادروں کو (ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر) بدر کے کنویں میں ایک دوسرے کے اوپر پھینک دیا گیا' اور یہ کنواں بند رہنے کی وجہ سے بدبودار ہو گیا تھا۔ (البتہ اُمیہ بن خلف اپنی زرہ میں پھول چکا تھا' جب صحابہ رضی اللہ عنہم اسے ہلانے لگے تو وہ پھٹ گیا' چنانچہ انہوں نے اسے وہیں چھوڑ دیا اور اس پر اتنی مٹی اور پتھر ڈال دیئے کہ اس کا جسم چھپ گیا"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۸۷) مسلمان کو کافر کے ساتھ اور کافر کو مسلمان کے ساتھ دفن نہ کیا جائے' بلکہ مسلمان کو مسلمانوں کے قبرستان میں اور کافر کو کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک یہی دستور چلا آرہا ہے۔

حضرت بشیر بن الخصاصیۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ : ایک موقع پر مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھامے) چل رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اے ابن الخصاصیہ! کیا تم اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگ گئے ہو؟

حالانکہ تم اِس وقت اللہ کے رسولؐ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہو!"

مَیں نے عرض کیا : (اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ قربان) مَیں ذرا بھی اللہ کی ناشکری نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ ہر طرح احسان ہی فرمایا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا : "یہ لوگ بہت سارے اچھے کام بھی کر کے آئے ہیں"۔ تین مرتبہ یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہرایا۔ بعد میں آپ ﷺ مسلمانوں کے قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا:
"اِن لوگوں کو بہت بھلائی ملی ہے"۔ یہ جملہ بھی آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔
اس مسئلہ کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شارع حکیم ﷺ نے اس بات میں فرق کیا ہے کہ جب کوئی مؤمن مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت کرے تو کیا کہے' اور کافروں کے قبرستان سے گزر ہو تو کیا کہے۔ اس کی تفصیلات عنقریب "زیارۃ القبور" میں آئیں گی' ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۸۸) میّت کو قبرستان میں دفن کرنا سُنّت ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ فوت شدگان کو ہمیشہ بقیع کے قبرستان میں دفن کیا کرتے تھے۔ یہ حدیثیں تواتر سے ثابت ہیں۔ چند ایک کا تذکرہ مختلف مناسبات پر گزر چکا ہے۔ قریب ترین حدیث حضرت بشیر بن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ کی گزری ہے۔ ملاحظہ ہو مسئلہ ۸۷۔

(۸۹) دورانِ معرکہ شہادت پانے والے حضرات مذکورہ بالا حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ انہیں شہادت گاہ پر ہی دفن کیا جائے گا' قبرستان تک نہیں لایا جائے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
"رسول اللہ ﷺ مشرکوں سے مقابلے کی غرض سے مدینہ منورہ سے باہر نکلے' اس موقع پر میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کر کے کہا:
"اے جابر! جب تک تمہیں ہمارے انجام کا علم نہ ہو جائے تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اہل مدینہ کی نگہداشت رکھو گے۔ اگر مجھے اپنے بعد بچیوں کی فکر نہ ہوتی تو بخدا یہ مجھے پسند تھا کہ تم میرے سامنے شہید ہو جاتے۔"
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "مَیں نگرانی کر رہا تھا کہ میری پھوپھی جان' میرے والد محترم اور ماموں جان کو ایک اونٹ پر لاد کر لے آئیں' وہ انہیں مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہتی تھیں کہ یکایک ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی اعلان کرتا ہوا پہنچا: سن لو! رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: "شہداء کو واپس لاکر ان کی شہادت گاہ پر دفن کرو"۔ چنانچہ ہم نے ان دونوں کو (میرے ابا جان اور ماموں جان کو) واپس لے جاکر شہادت گاہ پر دفن کیا۔"

(۹۰) بغیر کسی واقعی مجبوری کے مندرجہ ذیل صورتوں میں دفن کرنا جائز نہیں:

(ا) تین مکروہ اوقات میں سے کسی وقت میں دفن کرنا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"تین اوقات میں نماز پڑھنے یا مُردوں کو دفن کرنے سے رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے"۔ (مفصل حدیث مسئلہ ۸۵ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔)

(ب) رات کو دفن کرنا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا کہ مُردے کو رات کے وقت دفن کیا جائے' یہاں تک کہ اس کی نماز ادا کی جائے' اِلّا یہ کہ آدمی مجبور ہو۔"

(صحیح مسلم و سنن ابی داوٗد)

(۹۱) اگر مجبوراً رات کو دفن کرنا پڑے تو جائز ہے' خواہ چراغ استعمال کرنا پڑے اور اسے قبر کے اندر تک لے جانا پڑے' تاکہ دفن کرنا آسان ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو رات کے وقت دفن کیا اور قبر کے اندر چراغ جلا کر روشنی کی"۔ (سنن الترمذی و سنن ابن ماجہ)

(۹۲) قبر کو گہرا' کھلا اور اچھا بنانا ضروری ہے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ مَیں ابھی بچّہ تھا اور اپنے والد کے ہمراہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے گڑھے کے پاس بیٹھ کر کھودنے والے کو ہدایات دے رہے تھے' فرمایا: "سر کی طرف سے کھلا کرو' پاؤں کی طرف سے کھلا کرو' اس کے لیے جنّت میں کتنے ہی کھجوروں کے خوشے لٹک رہے ہیں"۔ (مسند امام احمد)

(۹۳) لحد (۱۳) اور شق دونوں طرح جائز ہے' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دونوں طرح عمل ہوتا تھا۔ البتہ لحد بنانا افضل ہے۔ متعدد احادیث میں اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے۔

اوّل:

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مدینہ طیبہ میں ایک آدمی لحد بناتا تھا اور دوسرا صندوق نما قبر بناتا تھا' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہوئے دونوں کو پیغام بھیج دیتے ہیں' جو پہلے آگیا اسی کے سپرد کردیں گے۔ دونوں کو پیغام بھیجا گیا' لحد بنانے والا پہلے پہنچ گیا' لہٰذا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی"۔ (مشکل الآثار للطحاوی)

---

(۱۳) لحد: صندوق نما مستطیل شکل کا گڑھا کھودنے کے بعد قبلہ کی طرف ایک بغلی قبر کھودی جاتی ہے جس میں مُردہ لٹایا جاتا ہے۔ شق کی شکل یہ ہے کہ صرف یک صندوق نما گڑھا کھودا جاتا ہے' مُردہ لٹا کر اوپر سے بند کردیا جاتا ہے۔ مختلف علاقوں میں زمین کی ساخت و کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے وہ طریقہ اختیار کرنا زیادہ افضل ہے جس شکل مین قبر زیادہ محفوظ رہے' مثلاً ریتلے اور سیم زدہ علاقے میں صندوق نما قبر کامیاب ہے' جب کہ پتھریلے علاقے اور سخت و چکنی زمین میں لحد زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو تو لحد قابل ترجیح ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ:

"لحد ہمارے لیے اور صندوق نما گڑھا دوسروں کے لیے۔"

(سنن الترمذی و سنن ابی داؤد)

(۹۴) حسب ضرورت دو یا تین افراد کو ایک قبر میں دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں' البتہ افضل کو مقدم کیا جائے گا۔ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"اُحد کے روز کئی مسلمان شہید ہوئے اور کئی ایک زخمی ہوئے' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہر شہید کے لیے قبر کھودنا تو بہت دشوار ہے۔ (اس صورت میں کیا حکم ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قبریں گہری' اچھی اور کشادہ کھودو' دو دو' تین تین کو ایک ہی قبر میں دفن کرتے جاؤ' جسے زیادہ قرآن یاد ہو اُسے لحد میں مقدم رکھو۔"

(سنن النسائی)

(۹۵) مَرد ہی میّت کو قبر میں اتاریں گے' خواہ عورت کی لاش ہو۔

(ا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک یہی طریقہ مسلمانوں میں رائج ہے۔ اس سے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث مسئلہ نمبر ۹۸ میں آئے گی' ان شاء اللہ۔

(ب) مَرد یہ کام خوش اسلوبی سے انجام دینے کی استطاعت رکھتے ہیں۔

(ج) اگر عورتیں ایسا کرنے لگ جائیں تو ان کے جسم غیر مَردوں کے سامنے ظاہر ہونے لگیں گے' اور یہ بالکل جائز نہیں۔

(۹۶) میّت کے قریبی رشتہ دار اسے قبر میں اتارنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ﴾

(الانفال : ۷۵)

"اللہ کی کتاب میں خون کے رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں صرف چار آدمی شریک تھے (ان کے علاوہ کوئی نہیں) علی' عباس' الفضل' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صالح رضی اللہ عنہم ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی اور کچی اینٹیں کھڑی کر کے لگائی گئیں"۔ (مستدرک حاکم)

حضرت عبدالرحمن بن ابزی بیان کرتے ہیں کہ :

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ آپؓ نے چار تکبیروں سے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُمّہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو پیغام بھیج کر دریافت فرمایا کہ ان کی رائے میں انہیں کون قبر میں اتارے؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ وہ خود یہ خدمت انجام دیں۔ اُمّہات المؤمنین نے پیغام بھیج کر فرمایا : "دیکھو' جو انہیں حالت زندگی میں دیکھ سکتا تھا وہی انہیں قبر میں اتارے"۔ حضرت عمر نے کہا : "تم نے سچ فرمایا!" (سنن بیہقی و مسند طحاوی)

(۹۷) خاوند بذاتِ خود اپنی اہلیہ کو دفن کر سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کی ابتداء ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: "ہائے میں سر کے درد سے مر گئی"۔ جواباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری خواہش ہے کہ یہ واقعہ اُس وقت پیش آئے جب میں زندہ ہوں' پھر میں خود ہی تمہاری تجہیز و تکفین کروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خود دفن کروں"۔ (مسند احمد)

(۹۸) خاوند اپنی اہلیہ کو اس شرط پر دفن کر سکتا ہے کہ اس نے گزشتہ رات کسی سے ہم بستری نہ کی ہو' ورنہ اس کے لیے دفن کرنا جائز نہیں' کوئی دوسرا دفن کرنے کے لیے زیادہ بہتر ہے' خواہ اجنبی ہی کیوں نہ ہو (مذکورہ بالا شرط کی وضاحت کے لیے) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ :

"ہم دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی ایسا ہے جس نے آج رات اپنی اہلیہ سے ہم بستری نہ کی ہو"۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے "ہاں میں ہوں' یا رسول اللہ!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر اترو"۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ قبر میں اترے اور انہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو) دفنا دیا"۔ (صحیح بخاری)

(۹۹) میت کو قبر کی پچھلی طرف سے داخل کرنا سنت ہے۔ حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ :

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ ان کی نمازِ جنازہ عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ پڑھائیں' چنانچہ انہوں نے نمازِ جنازہ پڑھائی' پھر ٹانگوں والی طرف سے انہیں قبر میں داخل کیا اور فرمایا: "یہ مسنون طریقہ ہے"۔ (مصنف ابنِ ابی شیبہ)

(۱۰۰) میت کو قبر میں دائیں کروٹ لٹایا جائے گا' اس کا چہرہ قبلہ رو رہے گا' اس کا سر قبلہ کے دائیں طرف اور ٹانگیں بائیں طرف رہیں گی۔ اہلِ اسلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک یہی معمول رہا ہے۔ زمین پر (مسلمانوں کے) ہر قبرستان کی یہی شکل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۱) جو آدمی میت کو لحد میں اتارے وہ یہ دعا پڑھے :

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ — اَوْ مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ — صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سنن ابی داؤد)

"اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق — یا رسول اللہ ﷺ کی ملت کے مطابق۔"

یا یہ دعا پڑھے :

بِسْمِ اللّٰهِ، وَبِاللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سنن الترمذی)

"اللہ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر۔"

ان دعاؤں کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔

(۱۰۲) جو بھی قبر کے پاس موجود ہو لحد بند ہونے کے بعد اسے تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھے بھر بھر کے مٹی ڈالنی چاہیئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ :

"رسول اللہ ﷺ نے جنازہ پڑھایا، پھر میت کے پاس تشریف لائے اور سر کی طرف سے تین مرتبہ دونوں ہاتھ بھر بھر کے مٹی ڈالی۔" (سنن ابن ماجہ)

(۱۰۳) دفن کرنے کے بعد مندرجہ ذیل اعمال مسنون ہیں :

اوّل : قبر کو زمین سے ایک بالشت کے برابر اونچا کیا جائے، زمین کے برابر نہ رہے، تاکہ پہچان کے ساتھ ساتھ حفاظت بھی رہے اور توہین بھی نہ ہو۔ اس کی دلیل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے :

"نبی کریم ﷺ کے لیے لحد تیار کی گئی، اس پر کچی اینٹیں لگائی گئیں اور زمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک بالشت کے برابر آپ ﷺ کی قبر بلند کی گئی۔"

(صحیح ابنِ حبان و سنن بیہقی)

دوم : قبر کو کوہان نما بنایا جائے۔ حضرت سفیان بن دینار التمار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ :

"مَیں نے نبی کریم ﷺ کی قبر (اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں) کو کوہان نما دیکھا ہے"۔ (صحیح بخاری)

سوم : اس پر پتھر یا کسی دوسری چیز کا نشان رکھ دیا جائے تاکہ مرنے والے کے اہلِ خانہ میں سے جب کوئی فوت ہو تو اس کے پاس دفن کر سکیں۔ حضرت مطلب بن دواعۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور اُن کا جنازہ لا کر دفن کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو پتھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "وہ پتھر لے آؤ!" وہ آدمی پتھر نہ اٹھا سکا۔ آپ ﷺ وہاں تک گئے اور اپنی آستین چڑھائی۔ حضرت مطلب بیان کرتے ہیں کہ جن صحابی نے مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ واقعہ بیان کیا' وہ فرماتے تھے کہ : گویا کہ میں آج بھی رسول اللہ ﷺ کے بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب آپؐ نے آستین اونچی کی تھی۔ پھر آپ ﷺ پتھر اٹھا لائے اور اس کے سر کی طرف رکھ دیا۔ میت کے بھائی کا بیان ہے کہ اس پتھر کے نشان سے میں اپنے بھائی کی قبر پہچان سکتا ہوں اور جو بھی میرے خاندان میں سے مرے گا اسے اس کے قریب دفن کروں گا"۔ (سنن ابی داؤد)

چہارم : تدفین کے بعد میت کو تلقین نہ کی جائے' جیسا کہ آج کل مشہور ہے' اس لیے کہ اس سے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں' بلکہ قبر کے قریب کھڑے ہو کر میت کے لیے ثابت قدمی کی دعا کی جائے' خود بھی میت کے حق میں استغفار کرے اور دوسروں کو بھی استغفار کی طرف توجہ دلائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب میّت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو کھڑے ہو کر فرماتے:

"اپنے بھائی کے حق میں استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو' کیونکہ اس سے اب سوال ہو رہا ہے"۔ (سنن ابی داوٗد)

(۱۰۴) دورانِ دفن حاضرین کو موت اور اس کے بعد آنے والے حالات یاد دلانے کی غرض سے قبر کے پاس بیٹھنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی رغبت دلانے یا اس کے خوف سے ڈرانے اور نصیحت کرنے کی خاطر یہ گفتگو لمبی بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں' جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔(۱۴)

(۱۰۵) کسی واقعی ضرورت کے تحت میّت کو قبر سے نکالنا جائز ہے۔ مثلاً اگر وہ بغیر غسل یا کفن کے دفن کر دی گئی ہو یا ایسی کوئی اور ضرورت ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"عبداللہ بن اُبی کو قبر میں اتارے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے نکالا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھٹنوں پر رکھ کر اپنا لعاب مبارک اس پر تھوکا' اور اپنی قمیض بھی اسے پہنائی۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

---

(۱۴) یہ حدیث مستدرک حاکم ج۱' ص ۳۷۔۴۰' مسند امام احمد ج ۴' ص ۲۸۸۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶' سنن ابی داوٗد' سنن النسائی اور سنن ابن ماجہ میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ طویل ترین حدیث مختصر احکام الجنائز تالیف الشیخ البانی رحمہ اللہ میرے ترجمے کے ساتھ طبع نورِ اسلام اکیڈمی لاہور' ص ۱۸۸۔۲۰۱ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۶) کسی آدمی کے لیے مناسب نہیں کہ مرنے سے پہلے اپنی قبر تیار کر لے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا نہیں کیا' کیونکہ کسی بندے کو یہ خبر ہی نہیں کہ وہ کہاں مرے گا۔ اگر موت کی تیاری کرنی ہی مقصود ہو تو نیک عمل سے ہو سکتی ہے۔

تعزیت

(۱۰۷) میت کے متعلقین سے تعزیت کرنا شرعی حکم ہے۔ اس ضمن میں حضرت اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ :

"جو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مصیبت میں اظہارِ ہمدردی کرے' اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے قابل رشک پوشاک پہنائیں گے۔"

(تاریخ بغداد' تاریخ دمشق)

(۱۰۸) میت کے اہلِ خانہ سے اس انداز میں تعزیت کرے جو ان کے لیے باعث تسلی ہو اور انہیں اظہارِ غم سے روک دے' اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر رضامندی اور صبر کا باعث بنے۔ جو الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اگر وہ یاد ہوں تو بہت بہتر ورنہ جس طرح بھی بآسانی اَحسن اَنداز سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہو تعزیت کرے۔ البتہ شریعت اسلامی کے اَحکام کی خلاف ورزی نہ کرے' جیسے کہ بعض لوگ کہتے ہیں "اللہ تجھے اس کی عمر دے دے"۔ یا یہ کہ "فلاں کی موت بے وقت آئی"۔ حالانکہ موت ہمیشہ اپنے وقت پر اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے۔ اظہارِ تعزیت کے لیے درج ذیل الفاظ آپ ﷺ سے ثابت ہیں :

اوّل : حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ :

"رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے پیغام بھیجا کہ ان کی بچی یا بچہ حالت نزع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے' آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے واپسی پیغام میں سلام بھیج کر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جو بھی لیتا ہے یا دیتا ہے وہ اُسی کا ہے' اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے' لہٰذا صبر کرو اور اجر کی طلب گار رہو۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

یہ الفاظ اگرچہ قریب الموت کے لیے ثابت ہیں' معنیً حدیث کے لحاظ سے جو آدمی مرچکا ہو اس کے لیے ان کا استعمال زیادہ مناسب ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ "الاذکار" میں فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث اظہارِ تعزیت کے لیے بہت عمدہ ہے۔"

دوم: حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"اے پروردگار! ابو سلمہ کی مغفرت فرما! اہلِ ہدایت میں اس کا درجہ بلند فرما' اس کے پسماندگان کا والی بن جا۔ اے ربّ العالمین! ہماری اور اس کی بخشش فرما' اس کی قبر کشادہ کر کے نور سے بھر دے۔"

(صحیح مسلم)

سوم: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے اللہ! خاندانِ جعفر کا والی بن جا۔ اور عبداللہ کی کمائی میں برکت عطا فرما (یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی)۔" (مسند احمد)

(۱۰۹) تعزیت تین دن تک محدود نہیں بلکہ جب بھی مفید محسوس کرے کر سکتا ہے' حضور اکرم ﷺ سے تین روز کے بعد بھی تعزیت کرنا ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ تین دن تک آلِ جعفر کے ہاں جانے سے رُکے رہے' اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آج کے بعد میرے بھائی کو نہ رونا' میرے دونوں بھتیجوں کو بلاؤ۔"

حضرت عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ: جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بہت چھوٹے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: "حجام کو بلاؤ"۔ حجام نے آکر ہمارے سر مونڈ دیئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"محمد تو ہمارے چچا ابو طالب کا ہم شکل ہے اور عبد اللہ شکل اور اخلاق میں مجھ سے ملتا جلتا ہے۔"

اس موقع پر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ بلند کرکے دعا فرمائی:

"اے اللہ! خاندانِ جعفر کا والی بن جا' عبد اللہ کے ہاتھ میں (کمائی میں) برکت ڈال دے۔" (یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی۔)

پھر ہماری والدہ تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ سے ہماری یتیمی کا تذکرہ کرکے اپنا غم بتانے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں ان کی تنگ دستی کا کیوں فکر ہے؟ ان کا تو میں خود دنیا و آخرت میں سرپرست ہوں"۔ (مسند احمد)

(١٠) دو باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے' اگرچہ اکثر لوگ یہ کام مسلسل کر رہے ہیں:

(ا) کسی مخصوص جگہ پر تعزیت کی خاطر جمع ہونا' جیسے گھر' قبرستان' مسجد وغیرہ۔

(ب) تعزیت کرنے والوں کے کھانے کا انتظام کرنا۔ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ہم (جماعت صحابہ کرام) میت کے گھر میں اکٹھا ہونا اور دفن کے بعد کھانا تیار کرنا "نیاحہ" (١٥) میں شمار کرتے تھے۔ (مسند احمد' سنن ابن ماجہ)

---

(١٥) نیاحہ کے اصلی معنی ہیں بلند آواز سے واویلا کرتے ہوئے رونا' لیکن بعد میں اظہارِ غم کے ہر غلط طریقے کو نیاحہ سے تعبیر کیا جانے لگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تعزیت کی خاطر بیٹھنے کو امام شافعی اور دیگر بہت سارے اہلِ علم (مثلاً امام الہمام شارح ہدایہ اور مسلک امام احمد بن حنبل کے علماء) ناپسند فرماتے ہیں (رحمۃ اللہ علیہم)۔ ان کا کہنا ہے کہ تعزیت کی خاطر اس شکل میں بیٹھنا منع ہے کہ میت کے متعلقین ایک جگہ جمع ہو جائیں اور جو شخص تعزیت کرنا چاہے ان کے پاس پہنچ جائے۔ اس کے برعکس ان کی رائے یہ ہے کہ متعلقین میت کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیئے' جو ان سے ملے تعزیت کرلے۔ تعزیت کی خاطر عورتوں اور مردوں کے اجتماع کی کراہت میں کوئی فرق نہیں۔

(۱۱۱) سُنّت تو یہ ہے کہ اہلِ میت کے لیے رشتہ دار اور پڑوسی کھانے کا انتظام کریں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ: "جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خاندانِ جعفر کے لیے کھانا تیار کرو' ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے جس نے انہیں مشغول کردیا ہے"۔ (سنن ابی داؤد و سنن الترمذی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"میں میّت کے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کا یہ کام پسند کرتا ہوں کہ وہ ایک دن رات کا کھانا اہلِ میت کے لیے تیار کریں۔ یہ سُنّت بھی ہے اور اچھا کام بھی! جو صاحبِ خیر یہ کام کرے ہم بھی قبول کرتے ہیں اور بعد والے بھی قبول کریں گے"۔ (کتاب الام)

(۱۱۲) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور شفقت کرنا مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

"غور کرو! میں' قثم اور عبید اللہ بن عباس چھوٹے بچّے تھے۔ ہم کھیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر گزرے۔ آپ ﷺ نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: "اسے اٹھا دو"۔ پھر مجھے اپنے آگے بٹھا لیا' قثم کے متعلق فرمایا: "اسے بھی اٹھا دو"۔ اس کو پیچھے بٹھا لیا' جبکہ عبید اللہ حضرت عباس کو قثم سے زیادہ عزیز تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے چچا کے جذبات کا بھی لحاظ نہ کیا (کہ آپؐ نے قثم کو تو اٹھا لیا اور عبید اللہ کو چھوڑ دیا)۔ پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ہر مرتبہ فرمایا: "اے اللہ! اولادِ جعفر کا والی بن جا"۔ راوی کہتا ہے: میں نے حضرت عبد اللہ بن جعفر سے پوچھا: قثم کا کیا ہوا؟ کہا: شہید ہو گیا۔

مَیں نے کہا: "اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھلائی کو بہتر جانتے ہیں"۔ آپ ﷺ نے کہا "ہاں ہاں"۔ (مستدرک حاکم)

نوٹ: واضح رہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما یتیم ہو گئے تھے اور مالی طور پر بہت پریشان حال تھے' اس لیے آپ ﷺ ان کے ساتھ خصوصی شفقت سے پیش آتے۔

جن کاموں سے میّت کو فائدہ پہنچتا ہے

(۱۱۴) میّت کو دوسروں کے کئی ایک کاموں سے فائدہ پہنچتا ہے۔

اوّل: کسی مسلمان کا میّت کے حق میں دعا کرنا جب کہ شروطِ قبولیت مکمل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (الحشر: ۱۰)

"اور وہ لوگ جو اگلوں کے بعد آئے ہیں' کہتے ہیں کہ "اے ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب! ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے
ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہلِ ایمان کے لیے کوئی بغض نہ
رکھ۔ اے ہمارے رب! تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے مُردوں کے حق میں دعا فرمائی اور دوسروں کو دعا کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"ایک مسلمان جب اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا
ہے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ ہر آدمی کے پاس ایک نگران فرشتہ ہوتا ہے'
جب بھی کوئی مسلمان اپنے بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو نگران فرشتہ
آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ "تجھے بھی اس کے برابر ملے۔"

(صحیح مسلم و سنن ابی داوٗد)

خود نمازِ جنازہ اس بات کی بڑی واضح دلیل ہے' اس لیے کہ نمازِ جنازہ کا غالب حصہ میت کے حق میں دعا اور استغفار پر مشتمل ہوتا ہے جس کی تفصیلات گزر چکی ہیں۔

دوم : میت کے قریبی رشتہ دار کا میت کی طرف سے روزے کی قضا دینا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو آدمی مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا قریبی رشتہ
دار (مرنے والے کی طرف سے) روزے رکھے۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس حدیث سے مراد نذر کے روزے ہیں' رمضان کے فرض روزے نہیں۔ اس مسئلے سے متعلق تفصیلی بحث [۱۶] الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تالیف

---

(۱۶) محدث العصر جناب ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس بحث کو بڑے علمی انداز سے بیان فرمایا ہے' ملاحظہ ہو ص ۱۷۰ و ۱۷۱' حاشیہ نمبر ۱۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"احکام الجنائز و بدعھا" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"ایک عورت نے سمندری سفر پر روانہ ہوتے ہوئے نذر مانی کہ : "اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بسلامت پار لگا دیا تو ایک ماہ کے روزے رکھوں گی"۔ اللہ تعالیٰ نے تو سلامتی کے ساتھ پار لگا دیا لیکن مرتے دم تک وہ روزے نہ رکھ سکی۔ اس کی کسی قریبی رشتہ دار (بہن یا بیٹی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"تیرا کیا خیال ہے اگر اس کے ذمے قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی یا نہیں؟" کہنے لگی : "ہاں! ضرور ادا کرتی"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اللہ تعالیٰ کا قرض تو ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔ لہٰذا اپنی والدہ کی طرف سے قضا شدہ روزوں کو ادا کرو"۔ (سنن ابی داؤد)

← "اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ میری والدہ کے ذمے رمضان کے روزے ہیں' کیا اس کے بدلے میں ادا کروں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ایک دن کے بدلے نصف صاع صدقہ کرو۔ (مشکل الآثار للطحاوی' ج ۳' ص ۱۴۲۔ المحلٰی لابن حزم ج ۷' ص ۴۔ سند قابل اعتماد ہے۔)

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "اگر کوئی آدمی رمضان میں بیمار ہو کر مر جائے اور روزے نہ رکھ سکے تو اس کے بدلے کھانا کھلایا جائے گا' قضاء نہیں ہو گی۔ اور اگر میت کے ذمے نذر کے روزے تھے تو اس کا قریبی رشتہ دار قضا روزے رکھے گا"۔ (سنن ابی داؤد' کتاب الصوم' باب فیمن مات وعلیہ صیام۔) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔ واضح رہے کہ بخاری و مسلم کی مذکورہ بالا حدیث کی راویہ بھی خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور بخاری' مسلم' ابو داؤد' نسائی اور ترمذی میں موجود حدیث (جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کی قضاء کی اجازت دی ہے) کے راوی خود ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ مسلّم قاعدہ ہے کہ راویٔ حدیث (صحابی) مفہومِ حدیث کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔ عقلاً بھی یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوم : قریبی رشتہ داریا کسی دوسرے کی طرف سے قرض ادا کردینے سے بھی میت کو فائدہ ہوتا ہے' جس کی تفصیلات گزر چکی ہیں۔ ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۱۷۔

چہارم : نیک بچہ جو بھی اچھا کام کرے گا' اس کے والدین کو اُس بچے کے مساوی اجر ملے گا اور اس کے اپنے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی' اس لیے کہ بچہ والدین کی محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ (النجم : ۳۹)

"اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اُس نے سعی کی ہو۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"سب سے پاکیزہ غذا آدمی کی اپنی کمائی ہے اور اس کی اولاد اس کی کمائی میں شمار ہے"۔ (سنن ابی داؤد و سنن الترمذی)

مذکورہ بالا آیت اور حدیث کی تائید کئی ایک دیگر احادیث سے ہوتی ہے جن کا مضمون یہ ہے کہ والدین کو نیک بچے کے عمل سے فائدہ ہوتا ہے' جیسے صدقہ کرنا' روزے رکھنا' یا غلام آزاد کرنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"ایک آدمی نے عرض کیا کہ : میری ماں اچانک فوت ہوگئی اور کوئی وصیت نہ کر سکی' میرا گمان ہے کہ اگر بولتی تو صدقہ کرتی۔ اگر میں اپنی والدہ محترمہ کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اجر ملے گا اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے بھی اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا : "ہاں"۔ تو اس نے اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کیا۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ :

"عاص بن وائل السہمی نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ اُس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کردیئے۔ اُس کے دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے باقی پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے سوچا کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں' چنانچہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی' دریافت کیا کہ "میرے باپ نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی' ہشام نے اپنی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں۔ اب اس کے ذمے پچاس باقی ہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے ادا کر دوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر وہ مسلمان تھا پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو' صدقہ کرو یا حج کرو سب کا اجر اُسے مل جائے گا"۔ (ایک دوسری روایت میں ہے: "اگر وہ مؤحد تھا تو تمہارے روزے اور صدقے سے اُسے فائدہ پہنچے گا"۔)

(سنن ابی داؤد)

پنجم : مرنے والا جو کوئی اچھا کام کر جائے' یا اپنے بعد ہمیشہ رہنے والے نیک کام چھوڑ جائے' مرنے کے بعد ان کاموں کا اجر اسے ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ﴾ (یٰس : ۱۲)

"جو کچھ افعال انہوں نے کیے ہیں وہ سب ہم لکھ رہے ہیں' اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ثبت کر رہے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"جب انسان مرجاتا ہے تو تین کاموں کے اجر کے علاوہ اس کا اعمال نامہ بند ہو جاتا ہو۔ ۱۔ جاری رہنے والا نیک عمل ۲۔ ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں ۳۔ نیک اولاد جو اس (مرنے والے) کے حق میں دعا کرے"۔ (صحیح مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبرستان کی زیارت

(۱۱۴) نصیحت اور یادِ آخرت کے لیے قبرستان کی زیارت مسنون ہے' بشرطیکہ وہاں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ مثلاً اہلِ قبر سے دعا مانگنا' اللہ تعالیٰ کے بجائے ان سے مدد مانگنا یا صاحب قبر کی خواہ مخواہ مدح سرائی کرنا یا اُس کے جنتی ہونے کا دعویٰ کرنا۔ اس موضوع سے متعلق احادیث بہت مشہور ہیں۔

(۱۱۵) عورتوں کے لیے بھی مَردوں کی طرح قبرستان کی زیارت مستحب ہے۔ اس کی متعدد وجوہ ہیں:

اوّل : رسول اللہ ﷺ کا فرمان "قبروں کی زیارت کیا کرو" عام ہے' اس حکم میں عورتیں بھی شامل ہیں۔

ثانی : جن مقاصد کو سامنے رکھ کر زیارتِ قبور مسنون قرار دی گئی ہے مَردوں کی طرح عورتیں بھی اس کی محتاج ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیونکہ قبرستان کی زیارتِ دل کو نرم کرتی ہے' آنکھوں سے آنسو بہاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔" (مسند احمد)

ثالث : رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص عورتوں کو زیارتِ قبور کی اجازت دی ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن قبرستان سے تشریف لائیں۔ میں نے دریافت کیا: اُمّ المؤمنین کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟ فرمایا: عبدالرحمن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہما) کی قبر سے۔ (یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی ہیں۔) مَیں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے زیارتِ قبور سے منع نہیں کیا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: ہاں، لیکن بعد میں جانے کا حکم بھی دیا تھا"۔ (مستدرک حاکم)

ایک دوسری روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے قبرستان کی زیارت کی اجازت دی تھی"۔ (سنن ابنِ ماجہ)

(۱۱۶) البتہ عورتوں کے لیے کثرت سے اور بار بار قبرستان کی زیارت ممنوع ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ شرعی احکام کی خلاف ورزی کرنے لگیں۔ مثال کے طور پر اس موقع پر چیخنا، چلانا، بے پردگی کا مظاہرہ کرنا، قبرستان کو سیرگاہ بنالینا اور فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا، جیسا کہ بعض اسلامی ملکوں میں دیکھا جارہا ہے۔ دل کو نرم کرنے، آخرت کی یاد تازہ کرنے اور آنکھوں سے آنسو بہانے کے لیے کبھی کبھار جانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ کثرت سے اور بار بار عورتوں کا قبرستان جانا حرام ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث کے مفہوم سے واضح ہے:

"اللہ کے رسول ﷺ نے کثرت سے قبرستان کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی"۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی۔) (سنن الترمذی)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"مذکورہ بالا حدیث میں لعنت صرف کثرت سے زیارت کرنے والی عورتوں کے لیے ہے، جیسا کہ صیغۂ مبالغہ (زَوَّارات) سے سمجھ آتا ہے۔ شاید یہ حکم اس لیے ہے کہ اس وجہ سے خاوند کے حقوق پامال ہوتے ہیں، بے پردگی بھی ہوتی ہے، عورتوں کی طرف سے چیخنا، چلانا بھی پیدا ہوتا ہے۔"

(۱۱۷) صرف بغرضِ عبرت غیر مسلم کی قبر کی زیارت جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نبی کریم ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے، خود بھی روئے اور گرد و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کو بھی رلا دیا۔ پھر فرمایا:

"مَیں نے اپنے ربّ سے اپنی والدہ کے حق میں استغفار کی اجازت چاہی لیکن نہ ملی، پھر زیارتِ قبر کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی، چنانچہ قبروں کی زیارت کرتے رہا کرو، یہ موت یاد دلاتی ہیں"۔ (صحیح مسلم)

زیارتِ قبرستان کے دو فائدے ہیں:

(ا) زیارتِ قبر کرنے والا موت اور مُردوں کو یاد کر کے خود فائدہ اٹھاتا ہے اور اس طرح ان کے انجام جنّت یا دوزخ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ زیارت کا سب سے پہلا فائدہ یہی ہے، جیسا کہ گزشتہ احادیث سے واضح ہو چکا ہے۔

(ب) میّت کو زیارت کرنے والے کے سلام، دعا اور استغفار سے فائدہ ہوتا ہے، لیکن یہ صرف مسلمان میّت کے لیے ہے۔

آپ ﷺ جب قبرستان کی زیارت کو جاتے تو مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی ایک دعا پڑھتے:

(اوّل) "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ (اَهْلَ) دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا وَاِيَّاكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ" (صحیح مسلم)

"مومن قوم کے گھر والو، السلام علیکم! ہمیں اور تمہیں جس کل کا وعدہ ملا ہے اُس وقت تک ہم تم مہلت میں ہیں اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما۔"

(دوم) "اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ" (صحیح مسلم)

"مومن اور مسلمان گھر والوں پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے پہنچنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحمت فرمائے' اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے آملنے والے ہیں۔"

(سوم) "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ' وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (بِكُمْ) لَلَاحِقُوْنَ' اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ' اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ" (صحیح مسلم)

"اے مؤمن اور مسلمان گھر والو' السلام علیکم! ہم بھی ضرور ان شاء اللہ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ تم ہم سے پہلے آگئے اور ہم تمہارے بعد ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا طلب گار ہوں۔"

(۱۱۸) قبرستان کی زیارت کے موقع پر قرآنِ مجید پڑھنے کا سُنّتِ مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں' بلکہ بعض احادیث میں تو نہ پڑھنے کا اشارہ ہے' کیونکہ اگر قرآن شریف پڑھنا کوئی شرعی حکم ہوتا تو رسول اللہ ﷺ خود بھی زیارتِ قبرستان کے موقع پر قرآن کریم پڑھتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی تعلیم دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زیارتِ قبرستان کے احکام و آداب دریافت کیے تو آپ ﷺ نے صرف سلام اور دعا ہی سکھائی' سورۂ فاتحہ یا قرآنِ کریم کا کوئی دوسرا حصہ پڑھنے کی تعلیم نہیں دی۔ اگر زیارتِ قبرستان کے موقع پر قرآنِ کریم کی تلاوت قبر والوں کے لیے مفید ہوتی تو آپ ﷺ یہ بات کبھی نہ چھپاتے' جبکہ علمِ اصول کا مسلّمہ قاعدہ ہے کہ کسی بات کو وقت ضرورت کے بعد بیان کرنا بھی جائز نہیں' کجا یہ کہ اسے چھپا دیا جائے۔ اگر واقعی رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو کچھ سکھاتے تو ہم تک ضرور پہنچ جاتا۔ اگر صحیح سند سے ثابت نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے بتایا ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل فرمان سے یہ مسئلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید واضح ہو جاتا ہے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت (اس موقع پر) جائز نہیں۔ (۱۷)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالو۔ جس گھر میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت ہو وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے"۔ (صحیح مسلم وسنن الترمذی)

آپ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمادی کہ قبرستان قراءتِ قرآن کی جگہ نہیں، اس لیے آپ ﷺ نے ترغیب دلائی ہے کہ گھروں میں قرآن کی تلاوت کیا کرو اور انہیں قبرستان کی طرح نہ بنادیا جائے جہاں قرآن نہیں پڑھا جا سکتا۔ اِسی لیے جمہور اہلِ علم کا فتویٰ ہے کہ قبرستان میں قرآن پڑھنا ناجائز ہے۔ ان اہلِ علم میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور متعدد دیگر اہلِ علم رحمۃ اللہ علیہم کے نام نمایاں ہیں۔

(۱۱۹) صاحب قبر اگر مسلمان ہو تو اس کے حق میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"ایک رات رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے، مَیں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے پیچھے بھیجا تاکہ دیکھے کہ آپ ﷺ کہاں گئے ہیں؟ بریرہ نے بتایا کہ: "آپ ﷺ بقیع الغرقد تشریف لے گئے، پھر بقیع کے قریب کھڑے ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، پھر پلٹ آئے۔" بریرہ نے واپس آکر مجھے ساری بات بتادی۔ صبح ہوئی تو مَیں نے دریافت کیا: آپ رات کہاں تشریف لے گئے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اہلِ بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا تاکہ اُن کے حق میں دعا کروں۔"

(مسند امام احمد د موطا امام مالک)

---

(۱۷) علامہ سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کا فتویٰ "قرآن خوانی کی شرعی حیثیت" اس مسئلے کو خوب واضح کرتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ فتویٰ ادارۂ تعلیمات اسلامیہ رحیم یار خان نے شائع کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲۰) دعا کرتے وقت قبروں کے بجائے کعبے کی طرف رُخ کرے' اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (جس کی تفصیل ان شاءاللہ عنقریب آئے گی) —— دعا عبادت کا مغز اور لب لباب ہے اور یہ بات بہت واضح ہے' لہٰذا دعا کا بھی نماز والا حکم ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"دعا ہی تو عبادت ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ ﴾ (المؤمن: ٦٠)

"اور تمہارے رب نے فرمایا ہے: مجھ سے دعا کرو' مَیں تمہاری دعا قبول کرتا ہوں۔"

(۱۲۱) جب کافر کی قبر کے پاس جائے تو سلام نہ کرے اور نہ ہی اس کے حق میں دعا کرے' بلکہ آگ کی خبر دے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا' وہ ایسا تھا' وہ ایسا تھا' اب وہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "آگ میں"۔ اعرابی کو یہ بات بُری لگی' پوچھنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے والد کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرو تو اُسے آگ کی خبر دو"۔ بعد میں اعرابی مسلمان ہو گیا تو کہنے لگا: "رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشکل ذمہ داری سونپ دی ہے۔ مَیں جب بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرتا ہوں تو اُسے آگ کی خبر دیتا ہوں۔"

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۲۲) مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتوں سمیت نہ چلا جائے' جیسا کہ حضرت بشیر بن الخصاصیہ سے مروی حدیث سے ثابت ہے :

"مَیں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ مسلمانوں کی قبروں کے پاس آئے۔ اچانک آپ ﷺ کی نگاہ ایسے آدمی پر پڑی جو جوتوں سمیت قبرستان میں چل رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: "اے جوتا پہن کر چلنے والے' انہیں اتار دے!" اس نے غور سے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا اور فوراً جوتے اتار کر پھینک دیئے"۔ (سنن ابی داؤد)

(۱۲۳) اگر بتی یا اس قسم کی خوشبودار گھاس یا گلاب کے پھول قبر پر رکھنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' ائمہ دین اور بزرگانِ ملت رحمۃ اللہ علیہم ایسا نہیں کرتے تھے۔ اگر اس میں کوئی نیکی ہوتی تو ضرور وہ لوگ ہم سے پہل کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے :

"ہر بدعت گمراہی ہے' خواہ لوگ اسے کتنا ہی اچھا سمجھیں۔"

قبرستان میں جو کام حرام ہیں

(۱۲۴) قبروں کے پاس مندرجہ ذیل کام حرام ہیں :

(۱) اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اسلام میں قبر کے پاس ذبح کرنا نہیں ہے"۔ (سنن ابی داؤد)

(۲) باہر سے مٹی لا کر قبر کو اونچا کرنا۔

(۳) چونا یا سفید سیمنٹ سے قبر کو لیپ کرنا۔

(۴) قبر پر کچھ لکھنا۔

(۵) اس پر عمارت تعمیر کرنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) اس کے اوپر بیٹھنا۔

مذکورہ بالا مسائل کی حرمت مندرجہ ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

اوّل : حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چونا کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ (قبر کو اونچا کرنے کے لیے) اضافی مٹی ڈالنے اور اس پر لکھنے سے بھی منع کیا ہے"۔ (صحیح مسلم)

دوم : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

سوم : حضرت ابو الہیاج الاسدی بیان کرتے ہیں کہ :

"مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے اس ذمہ داری پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ کیا تھا؟ کوئی مورتی مسمار کیے بغیر نہ چھوڑ (ایک روایت میں تصویر کے لفظ ہیں) اور ہر بلند قبر کو برابر کر دو۔" (صحیح مسلم)

چہارم : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ :

"قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے کہ آدمی انگارے پر بیٹھ جائے، جس سے اس کا کپڑا بھی جلے اور پھر یہ آنچ اس کے چمڑے تک پہنچ جائے"۔ (دوسری روایت میں قبر پر بیٹھنے کی بجائے "قبر پر پاؤں رکھنے" کے الفاظ ہیں) (صحیح مسلم)

پنجم : حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کسی مسلمان کی قبر پر چلنے کے مقابلے میں مجھے یہ پسند ہے کہ میں انگاروں پر یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنی ٹانگ سے سی لوں۔ اسی طرح سر بازار یا قبروں کے درمیان قضائے حاجت کرنا (برائی میں) ایک برابر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 'سنن ابن ماجہ)

حضرت ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ:

"قبروں کی طرف رخ کرکے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی ان پر بیٹھو۔"

(صحیح مسلم)

(۷) قبروں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا حرام ہے' جیسا کہ گزشتہ حدیث میں مذکور ہے۔

(۸) قبر کے پاس نماز ادا کرنا بھی حرام ہے' خواہ رخ قبر کی طرف نہ کیا جائے۔ اس بات کی دلیل مندرجہ ذیل احادیث ہیں۔

اوّل: حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ساری زمین مَسجد (جائے عبادت) ہے سوائے قبرستان اور حمام کے"۔ (سنن ابی داؤد و سنن الترمذی)

دوم: حضرت اَنس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے درمیان نماز ادا کرنے سے روکا ہے۔"

(مجمع الزوائد)

سوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

"نماز کا کچھ حصہ گھروں میں ادا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۹) قبروں پر مَسجِدیں بنانا (یا عبادت گاہیں تعمیر کرنا) حرام ہے۔ اس مسئلے کی وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل احادیث ہیں:

اوّل: حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف جب بڑھ جاتی تو اپنا پلو چہرۂ مبارک پر ڈال لیتے اور جب ذرا افاقہ ہوتا تو چہرۂ انور سے کپڑا ہٹا دیتے۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے' انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مَسجدیں (عبادت گاہیں) بنالیا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کردار سے خبردار و ہوشیار کر رہے تھے۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

دوم : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے پروردگار! میری قبر کو بت نہ بننے دینا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر لعنت کرے جو انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں"۔ (مسند احمد)

(۱۰) قبروں کو میلہ بنانا' مخصوص اوقات میں سفر کر کے وہاں حاضری دینا یا قبروں کی عبادت کرنا' یہ سب کام حرام ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میری قبر کو میلہ نہ بنالینا اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنا ڈالنا' تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو' تمہارے درود مجھے پہنچ جاتے ہیں۔"

(سنن ابی داؤد)

(۱۱) سفر کر کے قبروں کی زیارت کے لیے جانا بھی ممنوع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تین مَسجدوں کے سوا کسی مقام کے لیے بغرضِ ثواب سفر نہ کیا جائے۔ مَسجد حرام' مَسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مَسجد اقصیٰ۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۱۲) قبروں کے پاس چراغ جلانا۔ کئی باتیں اس کے حرام ہونے کی دلیل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوّلاً: یہ نئی بدعت ہے جس سے سلف صالحین بالکل واقف نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔"

(سنن النسائی)

ثانیاً: اس میں مال کا ضیاع ہے' جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔ جیسا کہ مسئلہ نمبر ۱۴ میں وضاحت سے گزر چکا ہے۔

ثالثاً: آگ کے پجاری مجوسیوں سے مشابہت ہے۔

(۱۳) مُردے کی ہڈی توڑنا حرام ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

"مؤمن مُردے کی ہڈی توڑنا اتنا بڑا جرم ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا جرم ہے"۔ (سنن ابی داؤد)

غیر مؤمن کی ہڈیوں کا کوئی احترام نہیں' کیونکہ ہڈی کی نسبت مؤمن کے ساتھ ہے۔ آپ ﷺ کے اس ارشاد میں "مؤمن کی ہڈی" کے لفظ ہیں' لہٰذا معلوم ہوا کہ کافر کی ہڈی کا یہ احترام نہیں ہے۔ اس بات کی طرف حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اشارہ کیا ہے:

"اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن کا احترام مرنے کے بعد بھی اسی طرح ہے جس طرح اس کی زندگی میں تھا۔"

میڈیکل کالجوں کے طلبہ کے سوال کا جواب بھی خود بخود واضح ہو گیا جو بار بار یہ سوال کرتے ہیں کہ:

کیا تحقیق اور طبّی تجربات کی خاطر ہڈی توڑنا جائز ہے؟

جواب: مؤمن کی ہڈی توڑنا جائز نہیں' البتہ مؤمن کے علاوہ دوسروں کی ہڈی توڑنا جائز ہے۔ اس بات کی تائید حسب ذیل مسئلہ سے بھی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲۵) کافروں کی قبریں اکھاڑنا جائز ہے' اس لیے کہ ان کا کوئی احترام نہیں' جیسا کہ سابقہ حدیث کے مفہوم سے واضح ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی مندرجہ ذیل حدیث بھی اس کی وضاحت کرتی ہے۔

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو بالائی مدینہ میں آباد بنو عمرو بن عوف کے ہاں آکر اترے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں چودہ راتیں رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نجار کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ گویا کہ آج بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر ہیں' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے ہیں' بنی نجار کے سرکردہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد ہیں۔ اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تک پہنچے۔ جہاں نماز کا وقت ہوتا وہیں نماز ادا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَسجِد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نجار کے سرکردہ افراد کی طرف پیغام بھیج کر فرمایا:

"اے بنی نجار! مجھ سے اس باغ کی قیمت طے کر لو۔"

انہوں نے کہا نہیں' ہم تو صرف اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر چاہتے ہیں۔ اس میں مشرکوں کی قبریں بھی تھیں' کھجور کے درخت اور ناہموار جگہ بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی قبریں اکھاڑنے کا حکم دیا۔ ناہموار جگہ برابر کر دی گئی اور کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے۔ پھر انہیں جانب قبلہ قطار میں کھڑا کر دیا گیا۔ انہیں مضبوط کرنے کی خاطر پہلو میں پتھر لگا دیئے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پتھر لا رہے تھے اور رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ہمراہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ بوجھ اٹھانا (آخرت کے لیے ہے) یہ خیبر (کی کھجوروں) کا بوجھ اٹھانا نہیں ہے۔ اے ہمارے رب! یہ بڑی نیکی کا کام ہے اور بہت پاکیزہ عمل ہے۔ آخرت کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں ہے۔ پس آپ انصار و مہاجرین کو بخش دیں"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک دوسری روایت میں یوں ہے:

"اے اللہ! بلاشبہ اجر بس آخرت ہی کا اجر ہے۔ پس انصار و مہاجرین پر رحمت فرما!"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ:

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو قبرستان عطیہ یا بیع کے ذریعے ذاتی ملکیت میں آجائے اس میں ہر طرح کی تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ گری ہوئی قبریں ختم کی جاسکتی ہیں بشرطیکہ وہ قابل احترام نہ ہوں (مسلمانوں کی نہ ہوں)۔ قبریں اکھاڑنے اور جو کچھ وہاں ہے اسے نکالنے کے بعد مشرکوں کے قبرستان کی جگہ نماز ادا کرنا جائز ہے اور ایسی جگہوں پر مسجدیں تعمیر کرنا بھی صحیح ہے۔"

المکتبۃ الاسلامیۃ
3/J-504 جوہر ٹاؤن لاہور
513

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نورِ اسلام اکیڈمی

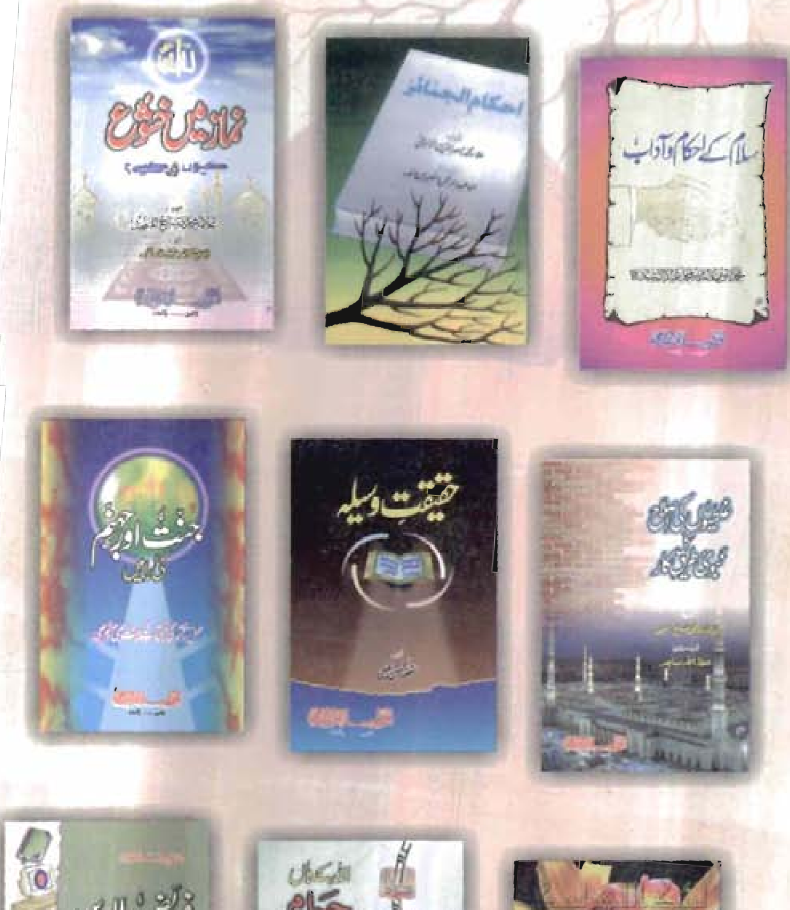

دیگر مطبوعات